

## اہلحدیث کا بادشاہ

تذکرہ سلف

از قلم: شیخ الحدیث محمد الیاس اثری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ کو جتنا میں نے فراخ دل پایا ہے۔ چند آدمیوں کو ان کا ہمسر قرار دیا جاسکتا ہے۔ فراخ دلی کا دوسرا نام حکمت و دانائی ہے۔ گوجرانوالہ شہر میں آنے کے بعد جس کمال حکمت و دانائی سے آپ نے دین کا کام کیا ہے وہ بہت ہی کم کہیں دیکھنے میں آیا ہوگا۔ گوجرانوالہ میں آج جتنی مساجد و مدارس ہیں یہ سب انہی کی سوچ کا نتیجہ ہیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ”یک من علم راہ من عقل باید“ کہ ایک من علم کو استعمال و بیان کرنے کیلئے دس من عقل کی ضرورت ہے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں۔ تاکہ اندہ آنے والی نسلوں کیلئے مشعل راہ ثابت ہو۔

ایک مرتبہ مولانا موصوف ہائی کورٹ لاہور کسی مسئلہ کے بارے میں گئے ہوئے تھے کہ جسٹس کیانی سے تعارف ہوا۔ اس نے آپ کی شہرت تو سنی ہوئی تھی اس نے کہا کہ مولانا! ایک مسئلہ تو بتائیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حق پر تھیں یا جناب علی رضی اللہ عنہ؟ مولانا فرماتے ہیں کہ میں تو وہاں موجود نہیں تھا کیا فیصلہ کر سکتا ہوں، وہ بھی جسٹس تھا اس نے فوراً کہا کہ اگر آپ وہاں ہوتے تو پھر آپ کس کا ساتھ دیتے مولانا نے فوراً فرمایا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کہتا کہ یہ ماں ہے اور ماں کے پاؤں میں جنت ہوتی ہے ماں سے لڑا نہیں کرتے۔ جسٹس صاحب جس قلم سے لکھ رہے تھے اسکو منہ میں ڈال کر سکتے میں چلے گئے۔ مولانا نے کس قدر دانائی سے جواب دیا۔ اللہ اکبر

### فرمودہ علامہ یزدانی شہید رحمۃ اللہ علیہ

ہم رونے اور پیٹنے والی ماؤں کے بیٹے نہیں ہیں۔ ہمیں بزدل ماؤں نے نہیں جنا۔ ہم نے صابرہ ماؤں کا دودھ پیا ہے۔ جنھوں نے پیدا ہوتے ہی ہمارے کانوں میں یہ بات ڈال دی تھی کہ بیٹا: ”اگر تو اللہ کی راہ میں کٹ جائے گا تو میں قیامت کے دن شہید کی ماں کہلاؤں گی اور فخر سے کہوں گی کہ اے اللہ! یہ بیٹا تو نے ہی دیا تھا اور تیرے ہی رستے میں کٹ گیا۔“ (جلسہ عام لاہور)

قاری انس مہار، ابو ذر غفاری (متعلم جامعہ ہذا)

﴿وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أَذْنٌ خَيْرٌ لِّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

”اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو ایک کان ہے کہہ دے تمہارے لیے بھلائی کا کان ہے اللہ پر یقین رکھتا ہے اور مومنوں کی بات کا یقین کرتا ہے اور ان کیلئے ایک رحمت ہے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔“ (التوبہ ۶۱/۹)

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو خاص جسمانی و اخلاقی حسن و جمال عطاء کیا ہے اور تمام ترکمالات آپ کی ذات مقدسہ میں جمع فرما دیئے ہیں۔ چنانچہ آپ سب مخلوق سے زیادہ حسین اور کامل ترین انسان ہیں۔ ایسی ذات کا احترام ادب اور توقیر از حد ضروری و لازم ہے۔ ارشادِ باری ہے: ﴿لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ ”اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو“ ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ ”اپنی آوازیں نبی کی آواز کے اوپر بلند نہ کرو اور نہ بات میں اس کیلئے آواز بلند کرو اپنے ایک دوسرے کیلئے آواز بلند کرنے کی طرح“

سورة الحجرات (۴۹/۲.۱)

اگر کوئی بدنصیب آپ کی توہین و تنقیص اور گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو دنیا میں ذلت کی موت اور آخرت میں رسوا کن عذاب اس کا مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بقیہ صفحہ نمبر (۱۳)

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ (الاحزاب ۵۷) ”بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔“

## درس حدیث نماز میں سلام

محمد مالک بھنڈر (مدرس جامعہ ہذا)

((عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ إِلَيَّ إِشَارَةً وَقَالَ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ إِشَارَةً بِأَصْبِعِهِ)) ”صہیب سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں گزرار رسول اللہ کے پاس سے اور وہ نماز پڑھتے تھے، میں نے سلام کیا ان کو اور جواب دیا مجھ کو اشارے سے، کہا راوی نے میں نہیں جانتا مگر شاید صہیب نے یہ بھی کہا، کہ جواب دیا انگلی سے اشارہ کر کے۔“

((عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِبَلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ)) ”ابن عمر سے روایت ہے کہ، پوچھا میں نے بلال سے کیسے جواب دیتے تھے رسول اللہ جب سلام کرتے تھے صحابہ ان کو، اور وہ نماز میں ہوتے تھے، کہا بلال نے اشارہ کرتے تھے اپنے ہاتھ سے،“

جامع ترمذی، مواقیت الصلاة عن رسول الله، باب ماجاء في الاشارة في الصلاة

مذکورہ احادیث میں سلام کرنے کی تاکید اور اسکے ادب کا بیان ہے کہ دوران نماز بھی سلام رہ نہ جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ اور صحابہ کرام دوران نماز سلام کا جواب کیسے دیتے تھے، اس لیے اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور دوسرا ہا ہر سے آئے تو آنے والا سلام کرے اور نماز پڑھنے والا ہاتھ یا انگلی کے اشارہ سے جواب دے اور زبان کیساتھ جواب نہیں دے گا۔ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق ہیں ان میں سے ایک سلام ہے، اور یہ باہمی حقوق ایسے ہیں کہ ان سے آپس میں محبت والفت پیدا ہوتی ہے اور ان کے درمیان ربط و تعلق میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے بارے میں احترام کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ایک روز مسجد سے گزرے تو وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔ جامع ترمذی، الاستئذان، باب ماجاء في التسليم على النساء.

صرف ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنا ممنوع ہے کیونکہ یہ طریقہ غیر مسلموں کا ہے البتہ زبان سے الفاظ کی ادائیگی کیساتھ ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز ہے۔ یہ حکم نماز کی حالت کے علاوہ ہے۔

هذا ملعندی والله اعلم بالصواب

## ماہ شعبان المعظم

محمد ارشد کمال (لاہور)

شعبان اسلامی سال کا آٹھواں قمری مہینہ ہے۔ اس کا تلفظ یوں ہے: ش مفتوح (ش) ع ساکن (غ) اور ب مفتوح (ب) یعنی شَعْ بَان۔

لفظ شعبان 'شعب' سے مشتق ہے۔ شعب باب فتح یفتح اور سماع یسمع سے مصدر ہے۔ شعبان کی جمع شعبانات اور شعبانین آتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ لفظ ہمیشہ مذکر ہی استعمال ہوتا ہے۔ شعب لغت تضداد میں سے ہے یعنی اس کا معنی جدا کرنا، اور جمع کرنا دونوں آتے ہیں۔ محاورہ ہے:

((الشعب لی شعبۃ من المال)) یعنی 'اپنے مال میں سے ایک حصہ میرے لیے جدا کر دو۔' اور کہا جاتا ہے: ((شعب الی القوم)) 'وہ اپنی قوم سے جاملے۔'

'شعبان' کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ دور جاہلیت میں عربوں میں لوٹ مار عام تھی۔ لیکن حرمت والے مہینوں میں احتراماً وہ لوگ اس فعل سے باز رہتے۔ چنانچہ ماہ رجب کی حرمت کی وجہ سے لوٹ مار سے وہ رکے رہتے اور پھر جب شعبان شروع ہوتا تو غارت گری اور ڈاکہ زنی کیلئے ادھر ادھر پھیل جاتے تھے۔ اسی مناسبت سے اس مہینے کا نام شعبان رکھا گیا۔

علامہ ابن منظور رحمہ اللہ 'لسان العرب' میں لکھتے ہیں:

((وَشُعْبَانُ اسْمٌ لِلشَّهْرِ سُمِّيَ بِذَلِكَ لِتَشَعُّبِهِمْ فِيهِ اَيَّ تَفَرَّقَ قَبَائِلُهُمْ فِي طَلَبِ الْمَيَاہِ، وَقِيلَ فِي الْغَارَاتِ))

'شعبان ایک مہینے کا نام ہے جسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینے میں عرب لوگ پانیوں کی طلب کیلئے نکل کھڑے ہوتے اور پھیل جاتے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مہینے میں لوٹ مار کیلئے نکلتے تھے۔'

علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(شعبان من تشعب القبائل وتفرقها للغارة)

یعنی ”شعبان کا نام اس لیے ہے کہ اس میں عرب قبائل لوٹ مار کیلئے متفرق ہو جاتے تھے“  
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اہل عرب اس مہینے میں پانی کی تلاش میں متفرق ہو جایا کرتے تھے یا ماہِ رجب کے خاتمہ  
پر جس میں اہل عرب قتل و غارت وغیرہ سے بالکل رک جایا کرتے تھے اس ماہ میں وہ پھر  
سے ایسے مواقع تلاش کرتے۔ اسی لیے اس ماہ کو انہوں نے شعبان سے موسوم کیا۔“

بخاری مترجم از مولانا داؤد راز (۳/۲۱۸)

علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شعبان مشہور مہینہ ہے اسکو شعبان اس لیے کہا کہ لوگ اس میں لوٹ پوٹ اور کمائی کیلئے متفرق ہوتے  
تھے۔ لغات الحدیث (۲/۴۸۳) ماہ شعبان کو دو رجاہلیت میں عاذل اور عل بھی کہا جاتا تھا۔

### ماہ شعبان اور کثرتِ صیام:

ماہ شعبان میں رسول اللہ ﷺ دوسرے مہینوں کی بہ نسبت زیادہ نفلی روزے رکھا کرتے تھے  
جیسا کہ درج ذیل احادیث میں ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَابَعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ))

”میں نے نبی ﷺ کو شعبان اور رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے لگاتار روزے رکھتے ہوئے

نہیں دیکھا۔“ ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی وصال شعبان بر رمضان (۷۳۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ أَحَبَّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَصُومَهُ شَعْبَانُ ثُمَّ يَصِلَهُ

بِرَمَضَانَ))

”رسول اللہ ﷺ کو روزے رکھنے کیلئے شعبان کا مہینہ سب سے زیادہ پسند تھا۔ پھر آپ

اسے گویا رمضان ہی سے ملا دیتے تھے۔“

ابوداؤد، کتاب الصیام، باب فی صوم شعبان (۲۴۳۱) سنادہ صحیح

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى يَقُولَ لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ لَا يَصُومُ  
، وَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا  
مِنْهُ فِي شَعْبَانَ))

”رسول اللہ ﷺ نفلی روزہ رکھنے لگتے تو ہم آپس میں کہتے کہ اب آپ روزہ رکھنا چھوڑیں  
گے نہیں اور جب روزہ چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ اب آپ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ میں نے  
رمضان کے علاوہ آپ ﷺ کو کبھی پورے مہینے کا روزہ رکھتے نہیں دیکھا اور جتنے روزے  
آپ شعبان میں رکھتے ہیں ان میں سے کسی اور مہینے میں اس سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے آپ کو  
نہیں دیکھا“ بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان (۱۹۶۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ:

((لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ  
كُلَّهُ))

نبی ﷺ شعبان سے زیادہ نفلی روزے اور کسی مہینے میں نہیں رکھتے تھے بلاشبہ آپ شعبان  
میں اکثر روزے رکھتے“ بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان (۱۹۷۰)

ان مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ دوسرے مہینوں کی بہ نسبت شعبان میں زیادہ  
نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ مذکورہ بالا حدیث میں لفظ ”کُلُّهُ“ کا معنی اکثر یعنی کثرت سے  
ہے۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں:

((وَرَوَى عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: هُوَ جَائِزٌ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ  
، إِذَا صَامَ أَكْثَرَ الشَّهْرِ أَنْ يُقَالَ: صَامَ الشَّهْرَ كُلَّهُ، وَيُقَالَ: قَامَ فُلَانٌ لَيْلَهُ  
أَجْمَعُ، وَلَعَلَّهُ تَعَشَّى وَاشْتَعَلَ بَعْضُ أَمْرِهِ. كَانَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَدْ رَأَى كَلَامَ  
الْحَدِيثَيْنِ مُتَّفَقَيْنِ يَقُولُ: إِنَّمَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ كَانَ يَصُومُ أَكْثَرَ  
الشَّهْرِ))

”امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے بارے میں

فرمایا: جب کسی مہینے میں زیادہ روزے رکھے جائیں تو کلام عرب میں جائز ہے کہ کہا جائے پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے ساری رات قیام کیا۔ حالاں کہ اسے کھانا بھی کھایا ہوتا ہے اور بعض دوسرے کاموں میں بھی مصروف اور مشغول رہا ہوتا ہے (یعنی کثرت پر کل کا اطلاق ہو جاتا ہے) گویا ابن مبارک کے نزدیک ان دونوں احادیث کے معنی میں اتفاق ہے اختلاف نہیں۔ الغرض اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ آپ ﷺ شعبان میں کثرت کیساتھ روزے رکھتے تھے۔

ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی وصال شعبان  
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی اسی مفہوم کو درست قرار دیتے ہیں کیوں کہ اسکی تائید صحیح مسلم کی (عبداللہ بن شفیق عن عائشہ) اور نسائی کی (سعد بن ہشام، عنہا) روایتوں سے بھی ہوتی ہیں جن کے الفاظ یہ ہیں: ولا شہرا كاملا یعنی رمضان کے سوا کبھی مہینہ بھر کے روزے نہیں رکھے۔

### شعبان میں کثرت صیام کی حکمت:

ماہ شعبان میں آپ ﷺ کے زیادہ روزے رکھنے کی بہت سی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ تاہم ان میں سب اولیٰ حکمت وہ ہے جسکا ذکر سنن نسائی کی ایک روایت میں آیا ہے۔ چنانچہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ کو کسی مہینے میں اتنے (نفل) روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنے آپ شعبان میں رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذَلِكَ شَهْرُ يُغْفَلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ  
الْأَعْمَالُ إِلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَأَحْبَبُ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ))

”شعبان وہ مہینہ ہے جس میں لوگ رجب اور رمضان کے درمیان روزے سے غافل ہو جاتے ہیں۔ حالاں کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں اٹھائے جائیں۔“

نسائی، الصیام، باب صوم النبی ﷺ بابی ہو وامی و ذکر اختلاف الناقلین للخبر فی ذلك (۲۳۵۷)

## نصف شعبان کے بعد روزے رکھنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَذَا بَقِيَ نَصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ، فَلَا تَصُومُوا))

”جب آدھا شعبان باقی رہ جائے تو تم روزہ نہ رکھو“

ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی کراہیۃ الصوم فی النصف الباقی من شعبان (۷۳۷) وقال: حدیث حسن صحیح

اس حدیث میں نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ لیکن دوسری حدیث میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے تھے اور کثرت کا مفہوم تب ہی صادق آتا ہے جب نصف سے زیادہ روزے رکھے جائیں۔

اہل علم نے ان احادیث میں تطبیق کی کئی ایک صورتیں بیان کی ہیں:

① یہ نبی تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی

② یہ ممانعت ان لوگوں کیلئے ہے جو کمزور ہوں یا جنہیں کثرت صیام سے کمزوری کا خطرہ ہو۔

③ یہ ممانعت ان لوگوں کیلئے ہے جو نصف شعبان کے بعد خصوصی اہتمام سے روزے رکھتے ہوں لیکن اگر کسی کا معمول ہو جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا تو پھر کوئی حرج نہیں۔

④ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ مُفْطِرًا، إِذَا بَقِيَ مِنْ شَعْبَانَ شَيْءٌ أَخَذَ فِي الصَّوْمِ لِحَالِ شَهْرِ رَمَضَانَ. وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَا يُشَبِّهُ قَوْلَهُمْ حَيْثُ قَالَ: ((لَا تَقْدَمُوا شَهْرَ رَمَضَانَ بِصِيَامٍ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ ذَلِكَ صَوْمًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ)) وَقَدْ دَلَّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ إِنَّمَا الْكَرَاهِيَّةُ عَلَى مَنْ يَتَعَمَّدُ الصِّيَامَ لِحَالِ رَمَضَانَ))

”بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ آدمی شعبان کے پہلے پندرہ دن تو روزہ نہ رکھے مگر جب آدھا باقی رہ جائے تو رمضان کی خاطر روزے رکھنے شروع



کردے۔“ اس مفہوم سے ملتی جلتی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم رمضان کے استقبال میں روزہ نہ رکھو مگر یہ کہ تم میں سے کوئی ایک (معمول کے ساتھ پہلے سے) روزہ رکھتا ہو تو اسکی روزے کیساتھ موافقت ہو جائے۔ (مثلاً پیر اور جمعرات کا روزہ) یہ حدیث دلالت کرتی ہیں کہ روزہ رکھنے کی ممانعت اس شخص کیلئے ہے جو عیداً رمضان کی خاطر (نصف شعبان کے بعد) روزہ رکھے“

ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی کراہیۃ الصوم فی النصف۔۔۔ مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو، تحفۃ الاحوذی (۳/۴۹۹، ۵۰۰)

### شعبان کے آخری دنوں کا روزہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُهُ صَوْمًا، فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ))

”تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کے آخری دنوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے، البتہ اگر کوئی ان میں روزے رکھنے کا عادی ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے“ بخاری، کتاب الصوم، باب لا يتقدم من رمضان بصوم يوم ولا يومين (۱۹۱۴)

یعنی اگر کوئی شخص ہر ہفتے میں پیر یا جمعرات کا روزہ رکھتا ہے یا کسی اور دن کا یا وہ روزہ رکھنے کا عادی ہے اور اتفاق سے وہ دن شعبان کی آخری تاریخوں میں آجاتا ہے تو ایسے شخص کیلئے کوئی ممانعت نہیں ہے وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ ممانعت اس شخص کیلئے ہے جو ان روزوں کا عادی نہ ہو اور رمضان کے استقبال کیلئے روزے رکھے۔ نیز یہ ممانعت ان لوگوں کیلئے بھی ہے جو از روئے احتیاط رمضان کی نیت سے روزے رکھتے ہیں کہ کہیں رمضان شروع نہ ہو گیا ہو۔ پس اس قسم کا احتیاط لغو ہے۔ واللہ اعلم

سیدنا عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کہا:

((هَلْ صُمْتَ مِنْ سَرَرِ هَذَا الشَّهْرِ شَيْئًا) يَعْنِي شَعْبَانَ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: (إِذَا أَفْطَرْتَ رَمَضَانَ، فَصُمْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ))

”کیا تو نے شعبان کے آخر میں کوئی روزہ رکھا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان ختم ہو جائے تو (اس کے بدلے میں) ایک یا دو روزے رکھ لینا“

مسلم، کتاب الصیام، باب صوم سر شعبان (۲۷۵۳)

یہ دونوں احادیث بھی باہم متعارض نظر آتی ہیں لیکن امام نووی نے علامہ مازری وغیرہ کے حوالے سے اس تعارض کا یوں ازالہ فرمایا ہے:

((وَهُوَ أَنَّ هَذَا الرَّجُلَ كَانَ مُعْتَادًا لِلصِّيَامِ آخِرِ الشَّهْرِ أَوْ نَذَرَهُ فِتْرَتَهُ لِحَوْفِهِ مِنْ الدَّخُولِ فِي النَّهْيِ عَنْ تَقْدِيمِ رَمَضَانَ قَبْلَ لَهِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ الصَّوْمَ الْمُعْتَادَ لَا يَدْخُلُ فِي النَّهْيِ وَإِنَّمَا يَنْهَى عَنْ غَيْرِ الْمُعْتَادِ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ))

”بیشک وہ آدمی (جسے آپ ﷺ نے یہ حکم دیا) مہینے کے آخر میں روزہ رکھنے کا عادی تھا یا اسے نذرمان رکھی تھی تو اس نے یہ روزہ استقبال رمضان کے روزے کی ممانعت کے ڈر سے چھوڑا تھا تو نبی ﷺ نے اس لیے بیان کیا کہ یہ نقلی روزوں کے عادی آدمی کیلئے نہیں، غیر عادی کیلئے ہے۔ واللہ اعلم“ مسلم مع شرح نووی (۳۶۸/۱)

#### شعبان کے دنوں کو شمار کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ))

”تم شعبان کے چاند کو رمضان کیلئے شمار کرو۔“

ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی احصاء هلال شعبان لرمضان (۶۸۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَحَقَّقُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَقَّقُ مِنْ غَيْرِهِ، ثُمَّ يَصُومُ

لِرُؤْيَا رَمَضَانَ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَدَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا ثُمَّ صَامَ))

”رسول اللہ ﷺ شعبان کی تاریخوں کی اتنی نگہداشت رکھتے تھے کہ دوسرے مہینوں میں اتنی

نگہداشت نہیں رکھتے تھے، پھر چاند دیکھ کر رمضان کے روزے شروع کرتے اگر کبھی

(شعبان کی انیس کو) مطلع ابراؤد ہوتا تو (شعبان کے) تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کرتے۔“

ابو داؤد، کتاب الصیام، باب اذا غمی الشهر (۲۳۲۵) وسندہ صحیح

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((صُومُوا لِرُؤُوتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤُوتِهِ فَإِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ))

”تم (رمضان کا) چاند دیکھ کر ہی روزے شروع کرو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر ہی روزے موقوف کرو۔ اگر مطلع ابراؤد ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔“

بخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ: اذا رأيت الهلال.... (۱۹۰۹)

اس حدیث سے بھی یہ مسئلہ اخذ ہوا کہ شعبان کے دنوں کو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ شمار کرنا چاہیے تاکہ شعبان اور رمضان کے روزوں میں تمیز ہو سکے نیز مشکوک دن اور رمضان کے استقبالی روزے سے بچا جاسکے۔

### شعبان کی پندرھویں رات:

شعبان کی پندرھویں رات کو لیلیۃ البراءۃ، لیلیۃ الصک اور لیلیۃ المبارکہ بھی کہا جاتا ہے۔ مگر عرف عام میں یہ رات ”شب براءت“ کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ عام بول چال میں بعض لوگ اسے ”شب رات“ بھی کہتے ہیں۔

شب براءت دراصل فارسی اور عربی یا اردو کے دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ شب فارسی میں رات کو کہتے ہیں، اور رات اگر الف اور ت کے درمیان ہمزہ (ء) ہو تو یہ عربی کا لفظ ہے۔ یعنی براءت جس کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں قرآن مجید میں ہیں:

﴿بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ﴾

”اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ان مشرکوں کی طرف بری الذمہ ہونے کا اعلان ہے

جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا۔“ التوبہ (۱/۹)

اگر لفظ ہرات کے الف اور ت کے درمیان ہمزہ نہ ہو تو یہ سنسکرت سے ماخوذ ہوگا جو فارسی اور اردو دونوں میں الگ الگ معنی کیلئے بولا جائے گا۔ اردو میں اس سے مراد وہ جلوس ہے جو دولہا کی شادی میں اسکے ساتھ جاتا ہے اور فارسی میں بمعنی حصہ، نقد، نقدیرو غیرہ ہے۔

شعبان کے پندرہویں رات کے یہ سب نام جو اوپر بیان ہوئے ہیں کتاب وسنت میں ان کا کوئی وجود نہیں ملتا اور نہ ہی کسی صحیح حدیث سے اس کی کوئی فضیلت ثابت ہے۔ اس ضمن میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی، سب کی سب ضعیف یا موضوع ہیں۔ لہذا بعض علماء کا ان روایات کو متعدد طرق کی بنا پر صحیح یا حسن کہنا کسی طرح بھی درست نہیں کیوں کہ!

ایک ضعیف سند والی روایت بذات خود ضعیف ہے جب کہ دوسری روایت حسن لذاتہ ہے۔ لہذا یہ ضعیف روایت اس حسن لذاتہ کیساتھ مل کر حسن بن جاتی ہے یہ بات تو درست ہے۔ لیکن ایک ضعیف سند والی روایت بذات خود ضعیف ہے اور اس مفہوم کی دوسری ضعیف و مردود روایات سے اسے صحیح یا حسن قرار دینا کسی بھی لحاظ سے درست نہیں۔ کیوں کہ ضعیف + ضعیف + ضعیف + ضعیف سے ضعف بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا۔ امام ترمذی کے علاوہ عام محدثین کے ہاں بھی ایسی روایات حجت کے قابل نہیں۔

علامہ ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَلَيْسَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ حَدِيثٌ يُعَوَّلُ عَلَيْهِ لَا فِي فَضْلِهَا وَلَا فِي نَسْخِهَا جَالٍ فِيهَا فَلَا تَلْتَفِتُوا إِلَيْهَا))

”شعبان کی پندرہویں رات اور اسکی فضیلت کے متعلق کوئی بھی حدیث قابل اعتماد نہیں اور نہ ہی اس رات موت کے فیصلے کی منسوخی کے متعلق کوئی (صحیح) روایت ہے۔ لہذا آپ ان

نا قابل اعتماد کبیر ذرہ بھی التفات نہ کریں۔“ احکام القرآن (۳/۱۶۹۰)

معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں رات بھی عام راتوں جیسی ایک رات ہے اسکی کوئی خاص فضیلت کتاب وسنت میں نہیں آئی۔ لہذا اس میں بھی عام راتوں کی طرح اپنی عادت کے مطابق ہی عبادت

کرنی چاہیے۔ جس طرح شعبان کی پندرہویں رات کے متعلق کتاب و سنت سے کچھ ثابت نہیں ایسے ہی پندرہویں دن کے متعلق بھی کوئی خاص حکم یا فضیلت کتاب و سنت میں نہیں آئی۔ اس لیے اس دن کو خاص کر کے روزہ رکھنا درست نہیں۔

شعبان کی پندرہویں شب میں ہونے والی بدعات بے شمار ہیں جیسے:

- ① صلاۃ النحر یا صلاۃ الفیہ
- ② قبرستان جانا
- ③ مساجد اور گھروں میں چراغاں کرنا
- ④ مساجد میں اجتماع اور شور و غوغا
- ⑤ آتش بازی
- ⑥ حلوہ خوری
- ⑦ مسور کی دال پکانا
- ⑧ برتنوں کا بدلنا اور گھروں کی لپٹائی وغیرہ
- ⑨ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فاتحہ
- ⑩ شبِ برات کی نیت سے ساری رات کا قیام اور دن کو روزہ رکھنا

بقیہ صفحہ (۲)

ایک گستاخ رسول کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ)) ”کون ہے جو کعب بن اشرف کا علاج کرے“ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کی گستاخی کی ہے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ (بخاری: ۴۰۳۷)

”ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کی ام ولد (لوٹدی) گستاخ رسول تھی اس صحابی رضی اللہ عنہ نے اسکو مغول (باریک نیزے والی لاٹھی) سے واصل جہنم کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگان قرار دیا۔“

سنن ابی داؤد، الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ (۴۳۶۱) سندہ حسن  
امت مسلمہ پر من جانب اللہ یہ فرض ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی توقیر و تعظیم کرے اور اپنی جان و مال سے ہر موقع پر آپ ﷺ کی نصرت و حمایت کرے۔ نیز رسول مختشم ﷺ کا بھی تمام مسلمانوں پر یہ حق ہے کہ وہ ہر گستاخ رسول کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔

## أحكام و مسائل

ابن بشیر الحسینوی (قصور)

### روزے کیا احکام و مسائل

#### چاند کو دیکھ کر رمضان کے روزے شروع کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ...)) چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ (صحیح البخاری: ۱۹۰۹، صحیح مسلم: ۱۰۸۱)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهَيْلَالَ...)) ”اس وقت تک تم روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو۔“

(صحیح البخاری: ۱۹۰۶، صحیح مسلم: ۱۰۸۰)

#### چاند دیکھ کر ہی روزے ختم کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأُفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ)) ”چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو۔ اگر تم پر مطلع ابراؤ ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو۔“

(صحیح البخاری: ۱۹۰۹، صحیح مسلم: ۱۰۸۱)

#### فرضی روزہ کی نیت رات کو کرنا ضروری ہے:

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

(( لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمَعْ قَبْلَ الْفَجْرِ ))

”جو شخص فجر سے پہلے نیت نہ کرے، اس کا روزہ نہیں ہے۔“

(سنن النسائي ۱۹۷/۴ ح ۲۳۳۸ وسندہ صحیح)

☆ نفل روزوں کی دن کو بھی نیت کر سکتے ہیں۔ دیکھیں: صحیح البخاری (۱۹۲۴)

### فرضی روزہ کی روزانہ رات کو نیت کرنی چاہئے :

اوپر والی حدیث بھی اس پر صادق آتی ہے اور امام ابن المنذر الیشاپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”اجماع ہے کہ جس نے رمضان کی ہر رات روزہ کی نیت کی اور روزہ رکھا، اس کا روزہ مکمل ہے۔“ (کتاب الاجماع ص ۳۸ مترجم) نیز دیکھئے: صحیح ابن خزیمہ (۲۱۲/۳)

**تنبیہ:** ((وَبَصُومٍ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ)) کے مروجہ الفاظ سے روزہ کی نیت کرنا حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

فائدہ: نیت دل کا فعل ہے نہ کہ زبان کا۔

### سحری کھانا

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( فَصَلْ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةَ السَّحْرِ ))

”ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان حدِ فاصل سحری کھانا ہے۔“

(صحیح مسلم: ۱۰۹۶)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحْرِ بَرَكَهً )) ”سحری کا کھانا کھاؤ، بے شک سحری کے کھانے میں برکت ہے۔“ (صحیح البخاری: ۱۹۲۳، صحیح مسلم: ۱۰۹۵)

مومن کی بہترین سحری کھجور کا کھانا ہے۔

(سنن ابی داود: ۲۳۴۵ وسندہ صحیح، صحیح ابن حبان: ۸۸۳)

سحری تاخیر سے کھانی چاہئے اذانِ فجر اور سحری کھانے کا درمیانی وقت تقریباً پچاس آیات (پڑھنے کے برابر) کا ہونا چاہئے۔ (صحیح البخاری: ۱۹۲۱، صحیح مسلم: ۱۰۹۷)

### رات کے شروع ہوتے ہی (یعنی غروبِ آفتاب کے فوراً بعد) روزہ افطار کرنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ثُمَّ اتَّمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ [البقرہ: ۱۸۷]

”پھر رات تک (اپنے) روزے پورے کرو۔“

افطاری کرنے میں جلدی کرنی چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ افطاری میں جلدی کریں گے۔“

(صحیح البخاری: ۱۹۵۷، صحیح مسلم: ۱۰۹۳)

### **روزوں کی راتوں میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرنا جائز ہے :**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾  
”روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔“

[البقرہ: ۱۸۷]

### **رات کو روزہ نہیں ہوتا:**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”پھر رات تک اپنے روزے پورے کرو۔“ (البقرہ: ۱۸۷)  
امام بخاری رحمہ اللہ نے اس دلیل کی روشنی میں فرمایا کہ ”یہ اس شخص کی دلیل ہے جس نے کہا کہ رات کو روزہ نہیں ہے۔“ (صحیح بخاری قبل ح ۱۹۶۱)

### **روزے کے احکام**

رمضان کے روزے فرض ہیں۔ (البقرہ: ۱۸۴، ۱۸۵، خ: ۸: ۱۰۸۰)  
فرضی روزہ کی نیت رات کو فجر سے پہلے کرنا ضروری ہے۔  
(سنن النسائی: ۲۳۳۸، وسندہ صحیح)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرضی روزے مراد لیے ہیں نفلی نہیں۔“

(صحیح ابن خزیمہ: قبل ح ۱۹۳۵)

### **فرضی روزے کی روزانہ رات کو نیت کرنی چاہیے :**

اوپر والی حدیث اس پر صادق آتی ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے ((أَنَّمَا الْأَعْمَالُ



بِالنِّيَّاتِ)) پر باب باندھا ہے کہ:

”روزے کی اس دن فجر طلوع ہونے سے پہلے روزانہ نیت کرنا واجب ہے، برخلاف اس آدمی کے جس نے کہا ہے کہ ایک دفعہ کی نیت تمام مہینے کے لیے کافی ہے۔“

(صحیح ابن خزیمہ: قبل ح ۱۹۳۴)

اور امام ابن المنذر النیشابوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اجماع ہے کہ جس نے رمضان کی ہر رات روزہ کی نیت کی اور روزہ رکھا اس کا روزہ مکمل ہے۔“ (کتاب الاجماع: رقم ۱۲۳)

وصال (بغیر افطاری اور سحری کے روزہ رکھ لینا) منع ہے۔

(بخاری: ۱۹۶۲، مسلم: ۱۱۰۲)

روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہئے۔ (بخاری: ۱۹۵۷، مسلم: ۱۰۹۸)

سحری دیر سے کھانی مستحب ہے۔

(مصنف عبدالرزاق: ۷۵۹۱، صحیحہ ابن حجر: فتح الباری: ۷۱۳/۴)

سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بخاری: ۱۹۳۸)

دوران روزہ سرمہ لگانا جائز ہے۔ (ابن ماجہ: ۱۶۷۸، صحیحہ البانی)

دوران روزہ جھوٹ سے پرہیز لازم ہے۔ (بخاری: ۱۹۰۳)

لغو اور بے ہودہ باتوں سے پرہیز لازم ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۹۶)

حالت جنابت میں روزہ رکھنا جائز ہے۔ (بخاری: ۱۹۲۶، مسلم: ۱۱۰۹)

دوران روزہ بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے۔ (أبو داود: ۲۳۸۵، صحیحہ البانی)

گرمی کی وجہ سے دوران روزہ غسل کرنا مسنون ہے۔

(أبو داود: ۲۳۶۵، صحیحہ البانی)

مبالغہ سے ناک میں پانی نہیں چڑھانا چاہئے۔ (ترمذی: ۷۸۸، صحیحہ البانی)

روزہ افطار کرنے کی دعا:

((ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَكَبَّتِ الْأَجْرُ إِن شَاءَ اللَّهُ))

(أبو داود: ۲۳۵۷، حسنہ البانی)

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہئے: تازہ کھجور، یا چھوہارے یا پانی سے کرنا چاہیے۔

(أبو داود: ۲۳۵۶، صحیحہ البانی)

افطار کروانے والے کو روزہ دار کے مثل اجر ملے گا۔

(ترمذی: ۸۰۷، صحیحہ البانی)

مریض یا مسافر پر روزہ ضروری نہیں پھر قضاء لازم ہے۔ (البقرہ: ۱۸۴)

اسی طرح حائضہ (اور نفاس) والی عورت بعد میں قضائی دے گی۔

(بخاری: ۳۲۱، مسلم: ۳۳۵)

دوران سفر روزہ رکھنا بھی جائز ہے۔ (بخاری: ۱۹۴۳، مسلم: ۱۱۲۱)

جس آدمی کے ذمے روزے تھے وہ فوت ہو جائے تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ

رکھے۔ (بخاری: ۱۹۵۲، مسلم: ۱۱۴۷)

### **روزہ باطل کرنے والے امون**

جان بوجھ کر کھانا، پینا۔ (بخاری: ۱۸۹۴)

لیکن بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹا۔ (بخاری: ۱۹۳۳، مسلم: ۱۱۵۵)

جماع کرنا۔ (بخاری: ۱۹۳۶، مسلم: ۱۱۱)

اس کا کفارہ یہ ہے کہ: ایک گردن آزاد کرنا اس کی طاقت نہیں تو دو ماہ کے پے در پے روزے

رکھنا اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا۔

(بخاری: ۱۹۳۶، مسلم: ۱۱۱۱)

اگر بھول کر جماع کر لیا تو ایسے شخص پر کفارہ لازم نہیں ہے۔

(مستدرک حاکم: ۱/۳۴۳۰)

جان بوجھ کرتے کرنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(ابو داؤد: ۲۳۸۰، صحیحہ البانی)

حیض (اور نفاس) کے شروع ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (بخاری: ۱۹۵۱)

## لیلة القدر کے احکام

لیلة القدر کے احکام درج ذیل ہیں:

۱۔ یہ برکت والی رات ہے۔ (الدخان: ۳)

اس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ (الدخان: ۴)

یہ رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (القدر: ۳)

اس رات روح الامین اور فرشتے اپنے پروردگار کے اذن سے ہر حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔

(القدر: ۴)

یہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔ (القدر: ۵)

اس رات قرآن مجید نازل ہوا۔ (القدر: ۱)

## ۲۔ لیلة القدر کو تلاش کرنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((تَحَرُّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي

الْوَيْلِ مِنَ الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)) ”رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلة

القدر کو تلاش کرو“ (صحیح البخاری: ۲۰۱۷، صحیح مسلم: ۱۱۶۹)

## ۳۔ لیلة القدر کے قیام کا ثواب:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے لیلة القدر کا قیام،

ایمان اور ثواب سمجھ کر کیا، اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“

(صحیح البخاری: ۱۹۰۱، صحیح مسلم: ۷۵۹)

## ۴۔ لیلة القدر کی دعا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھے لیلة القدر کا علم ہو جائے تو میں کیا کہوں..؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: کہو:

((اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي))

”اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے معاف کر دے“

(سنن الترمذی: ۳۵۱۳ وقال: حسن صحیح وهو صحیح)

### ۵۔ لیلة القدر کی علامات:

اس کی صبح کو سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ بلند ہونے تک ایک تھال کی طرح ہوتا ہے۔ اس کی شعاع نہیں ہوتی۔ (صحیح مسلم: ۷۶۲)

۶۔ لیلة القدر کی نماز عشاء باجماعت پڑھنے والا ایسے ہی ہے جیسے اس نے لیلة القدر کی فضیلت کو پایا ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ ۳/۳۳۳ ح ۲۱۹۵ وسندہ حسن، عقبہ بن أبی الحسنا وثقه ابن خزیمہ وابن حبان)

### ۷۔ رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں سخت محنت کرنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رمضان المبارک کے آخری دس دن آتے تو رسول اللہ ﷺ کمر بستہ ہو جاتے، رات کو جاگتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی بیدار کرتے۔

(صحیح البخاری: ۲۰۲۴، صحیح مسلم: ۱۱۷۳)

ایک رات کا اعتکاف بھی صحیح ہے۔

(صحیح البخاری: ۲۰۳۲، صحیح مسلم: ۱۶۵۶)

### پانچ چیزیں حافظ محمد سلیمان بٹ (شعبہ تجوید القرآن)

پانچ چیزیں آدمی کی سعادت مندی کی علامت ہیں:

- |              |                      |
|--------------|----------------------|
| ۱۔ زن موافق  | ۲۔ اولاد نیک         |
| ۳۔ متقی دوست | ۴۔ ہمسایہ نیک        |
|              | ۵۔ اپنے شہر میں روزی |

## محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ

محمد اعظم

ناظم تعلیمات مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

ناظم امتحانات وفاق المدارس السلفیہ پاکستان

**نسب نامہ:** محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزہ بخاری معنی امام بخاری رحمہ اللہ کے جد امجد بردزہ مجوسی تھے اسی حالت میں فوت ہو گئے بردزہ کا فرزند مغیرہ بخارا کے حاکم یمان معنی کے ہاتھ پر اسلام لائے، دیار عرب میں دستور تھا کہ جس کے ہاتھ پر اسلام لاتے اسی کی طرف نسبت ہو جاتی اس کو نسبت ولا کہتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ کو اسی وجہ سے جعفی بھی کہتے ہیں مگر نہ وہ اس خاندان میں سے نہیں تھے امام بخاری رحمہ اللہ کے والد اسماعیل جلیل القدر محدث تھے اور امام حماد بن زید و امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

**ولادت:** امام بخاری رحمہ اللہ ۱۳ شوال ۱۹۴ ہجری بعد نماز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ کی کم سنی میں ہی باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تعلیم و تربیت والدہ نے فرمائی بچپن میں آپ کی بینائی جاتی رہی ماں نے بارگاہ الہی میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول فرمایا امام بخاری رحمہ اللہ کو نور نظر سے نوازا گیا امام بخاری رحمہ اللہ کو بچپن سے ہی حدیث کا بے حد شوق تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو صرف حدیث کیلئے پیدا کیا گیا تھا دس سال کی عمر میں ابتدائی تعلیم کے بعد علامہ داغلی کے درس میں شریک ہونے لگے گیارہ سال کی عمر میں استاد علامہ داغلی سے ایک واقعہ پیش آیا علامہ داغلی نے ایک سند پیش کی ’سفیان عن ابی زبیر عن ابراہیم‘ امام بخاری رحمہ اللہ نے انکو ٹوکا کہ ابو زبیر ابراہیم سے بیان نہیں کرتا استاد نے پوچھا کہ سند کیسے ہے امام صاحب نے فرمایا سفیان عن زبیر (ہو ابن عدی) عن ابراہیم جب استاد نے اصلی مسودہ دیکھا تو امام بخاری رحمہ اللہ کی بات درست تھی ۱۶ سال کی عمر میں امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی تمام کتب یاد کر لیں۔

**سفر علم:** ۲۱۰ ہجری میں اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ حج کیلئے مکہ کی طرف روانہ ہوئے سفر

جج کے بعد طلب حدیث کیلئے مکہ ہی میں رہ گئے مکہ کے بعد عمر عزیز کے اٹھارویں برس ۲۱۲ ہجری میں مدینہ پہنچے شیوخ مدینہ سے علم حاصل کیا اس کے بعد طلب حدیث میں بصرہ کا چار مرتبہ سفر اختیار کیا، کوفہ، بغداد، شام، مصر جزیرہ، خراسان، مرو اور بلخ وغیرہ کا سفر کیا جعفر بن محمد فرماتے ہیں مقدمہ فتح الباری میں ہے کتبت عن الف من العلماء زیادة ولیس عندی حدیث الا اذکر اسنادہ میں نے ایک ہزار سے زائد اساتذہ سے حدیثیں لکھیں ہیں اور سند کے بغیر کوئی حدیث یاد نہیں کرتا۔

**حافظہ امام بخاری:** امام بخاری رحمہ اللہ کو خدا نے عجیب حافظہ عطا کیا تھا بزم علمی میں آئے ہوئے چند سال ہی گزرے تھے کہ ہر طرف انکی ذہانت، حافظہ اور فطانت کا چرچہ تھا ہاشد بن اسلمیل راوی کہتے ہیں کہ جب ہم مشائخ بخارا سے پڑھتے تھے تو ہم لکھتے تھے امام بخاری رحمہ اللہ نہیں لکھتے تھے چار دن کے بعد ہم نے کہا آپ لکھتے کیوں نہیں ہم اس وقت پندرہ ہزار سے زائد احادیث لکھ چکے تھے وہ تمام حدیثیں امام بخاری رحمہ اللہ نے زبانی سنا دیں۔ ہم نے جان لیا کہ جو نایاب خزانہ ہمارے کاغذوں میں ہے وہ امام بخاری رحمہ اللہ کے سینے میں محفوظ ہے ہمیں بخاری کی یادداشت سے اپنے نوشتوں کی اصلاح کرنی پڑی بصرہ میں علماء و محدثین نے امام صاحب کے علم و فضل کا امتحان لیا تمام محدثین نے جان لیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ علم، حافظہ اور ذہانت میں غیر معمولی ہیں حاضرین مجلس امام صاحب کی طفلانہ صورت عالمانہ سیرت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے بڑے بڑے محدثین اساتذہ کرام نے امام بخاری رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا ”تاریخ ابن خلقان“ میں ہے کہ مختلف علاقوں سے علم و فضل کے پھول چلتے چلتے آپ بغداد پہنچے تو علماء نے امتحان لیا دس حدیثیں سند تبدیل کر کے پیش کیں اور پھر دس حدیثیں دس آمیوں نے پیش کیں امام صاحب نے انکی غلطی اور تبدیلی شدہ کل ۲۰۰ حدیثیں پیش کر دیں الغرض ہر ایک کا متن، سند ترتیب وار بیان کر دیا حاضرین مجلس آپ کی زبردست قوت حافظہ دیکھ کر حیران رہ گئے ہر ایک آپ کے علم و فضل اور فہم و فراست سے مدح خواں ہو کر مجلس سے نکلا۔

**تصنیف و تالیف:** ۱۸ سال کی عمر میں ”قضا یا صحابہ“ روضة من ریاض الجنة میں بیٹھ کر کتاب لکھی، کتاب التاریخ چاندنی میں لکھی اسکے علاوہ ”جزء القرأة“ وغیرہ سب سے زیادہ اہم اور

بلند پایہ تصنیف صحیح بخاری ہے یہی وہ تصنیف ہے جس نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شخصیت کو غیر معمولی بنا دیا ہے ۱۶ سال کی طویل مدت میں بڑی جانکاہی اور دیدہ دلیری کے بعد کتاب زیور تکمیل سے آراستہ ہوئی ایک حدیث کے لکھنے کیلئے غسل پھر دو رکعت نماز اور پھر استخارہ کرنے کے بعد حدیث تحریر فرماتے یہی ایک تصنیف ہے جس کا لقب ’اصح الکتب بعد کتاب اللہ‘ ہے، امام صاحب کی ۱۲۲ اہم تصنیفات ہیں تاریخ صغیر، تاریخ اوسط، جامع کبیر، کتاب الہدیہ، کتاب الضعفاء، کتاب الاسامی الصحابہ، کتاب العلل، کتاب مبسوط اور الادب المفرد وغیرہ۔

**درس وافتاء:** امام بخاری رحمہ اللہ کا حافظہ فقہت علم رجال میں کامل مہارت اور علل حدیث پر عبور ایسے حقائق تھے جنہوں نے لوگوں کو مجبور کر دیا کہ وہ امام صاحب کے درس وافتاء سے فائدہ حاصل کریں امام بخاری رحمہ اللہ نے اگرچہ اپنے احباب اور اساتذہ کے اصرار سے طالب علمی کے زمانہ میں فتویٰ دینا شروع کر دیا تھا مگر تحصیل علم کے بعد جب بخارا میں مجلس درس قائم کی تو مستقل افتاء کا کام شروع کر دیا گو امام بخاری رحمہ اللہ کے تلامذہ نے انکے فتاویٰ کو کتابی شکل دینے کا خاص اہتمام نہیں کیا لیکن صحیح بخاری کے ابواب تراجم بھی فتاویٰ کے کسی مستقل اور مرتب مجموعے سے کم حیثیت نہیں رکھتے آپ پر جو مسئلہ پیش کیا جاتا قرآن و سنت رسول ﷺ یا آثار صحابہ سے اسکا جواب دیتے اگر تین ماخذوں سے کوئی دلیل نہ ملتی تو سکوت بہتر سمجھتے یہی وجہ ہے کہ بخاری میں بعض مقامات ابواب اور تراجم حدیث سے خالی ہیں۔

**حدیث اور امام بخاری رحمہ اللہ:** فن حدیث میں علماء امت نے امام بخاری رحمہ اللہ کا جو مقام مانا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جس طرز سے اس مقدس فن کی خدمت کی ہے یہ حقیقت ناقابل انکار ہے امام بخاری رحمہ اللہ اور علم حدیث لازم ملزوم چیزیں ہیں علامہ فربری نے بیان کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ سے انکی زندگی میں صحیح بخاری سننے والوں کی تعداد ۹۰۰ ہزار تک پہنچتی ہے تدوین حدیث کے سلسلہ میں سب سے اہم خدمت انہوں نے حدیث کی تدوین کے ساتھ فقہ حدیث کی تدوین بھی کی ہے صحیح بخاری جہاں صحت میں یکتا ہے وہاں فقہت میں بھی یگانہ ہے ’’تاریخ الرجال‘‘ اس سلسلہ کی اہم کڑی ہے کیونکہ صحیح حدیثوں کا انتخاب اور انکی جانچ پڑتال ایک غیر معمولی کام تھا اور یہ اسکے بغیر سرانجام نہیں

پاسکتا تھا کہ راویوں کے تفصیلی حالات منظر عام پر آئیں صحیح بخاری ایک ایسے مجموعے کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آئی جس میں عقائد عبادات وغیرہ کم و بیش ۱۵۴ اصولی مسائل ہیں جن کی صحیح بخاری میں تفصیلی بحث ہے اگر اسکو اسلامی علوم کا انسائیکلو پیڈیا کہا جائے تو بالکل صحیح ہوگا۔

**فقہ اور امام بخاری رحمہ اللہ :** امام بخاری رحمہ اللہ کو فقیہ ثابت کرنے کیلئے خارجی اور لفظی دلائل کی ضرورت نہیں ہے دنیا میں کسی شخصیت کو سمجھنے کیلئے اس کے اساتذہ اور تلامذہ کے آراء تقریریں تحریریں تصانیف سب سے بہتر اور صاف آئینہ بن سکتی ہیں امام بخاری رحمہ اللہ ”امام المحدثین“ ہونے کے ساتھ ساتھ ”فقیہ هذه الامة“ بھی تھے ”ائمہ عظام“ امام بخاری رحمہ اللہ کو ”افقہ الناس“ اور ”سید الفقہاء“ کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔

**اخلاق و عادات وزہد و تقویٰ :** آپ کی زندگی سادہ اور غریب نادار طلبہ کی مدد کرتے گزری اور آپ غریبوں مسکینوں کی مشکلات میں ہاتھ بٹاتے آپ کی طبیعت بہت خوددار تھی بھوکے پیاسے رہ کر علم حدیث حاصل کیا آپ ایک زبردست عالم محدث متقی، ناقد اور مورخ بھی تھے امام صاحب نے زندگی بھر غیبت نہیں کی خود فرماتے تھے کہ قیامت کے روز مجھ سے غیبت کا سوال نہ ہوگا رحم دلی خدا ترسی بھی انکی زندگی کا جزء بن چکی تھی۔

**وفات :** حاکم بخارا احمد بن احمد ذہلی کا قاصد آپ کے پاس پہنچا اور حاکم کی طرف سے یہ درخواست کی کہ آپ اپنی کتاب ’بخاری شریف‘ اور کتاب التاریخ“ ہمیں آکر سنایا کریں، امام بخاری نے فرمایا کہ امیر بخارا سے کہہ دو کہ علم دین حاکم اور امراء کے آستانوں پر جا کر نہیں پڑھایا جاتا اگر دین کی تڑپ ہے تو میرے مکان اور مسجد میں آکر عام مسلمانوں کی طرح سنو والی بخارا کو یہ جواب ناگوار گزرا اس نے درباری ملاؤں کی ملی بھگت سے امام صاحب پر تہمت لگائی کہ آپ قرآن کے الفاظ کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کو جلاوطن کر دیا گیا آپ کے دل پر اس کا بے حد اثر ہوا فرمایا ان لوگوں نے جو میرے ساتھ سلوک کیا ہے اللہ انکو سزا کا بدلہ دے گا۔ چنانچہ ایک ماہ بعد والی بخارا کو معزول کر کے قید کر لیا گیا اور قید میں ہی دم توڑ گیا امام صاحب کے رشتہ دار سمرقند کے قریب ایک گاؤں خرتنگ میں رہتے تھے وہاں آپ چلے گئے باقی کے دن وہاں گزارے آپ اللہ سے



دعا گو ہوئے کہ اے اللہ یہ دنیا وسیع ہونے کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی ہے۔ اے خدا مجھ کو اٹھالے اہل سمرقند نے دعوت دی سفر کا ارادہ بھی کیا لیکن آپ نہ جاسکے عید الفطر یکم شوال ۲۵۶ ہجری بعد نماز عشاء آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور جان جان آفریں کے سپرد کردی جنازہ اٹھا تو سمرقند اور اردگرد کا بچہ بچہ جنازے کے ساتھ تھا نماز فجر کے بعد علم و عمل، زہد و تقویٰ کے مجسمے کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ (انسالہ وانا الیہ راجعون) ﴿کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام﴾ (القرآن) ۱۳ دن کم ۶۲ برس کی عمر میں وفات پائی (بحوالہ تذکرہ الحفاظ، فتح المغیث، تہذیب الاسماء) دوسرا قول یہ ہے کہ ۱۰ اشوال کو وفات پائی لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے فتح المغیث میں ہے کہ دفن کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ کی قبر سے ایسی خوشبو پیدا ہوئی جو کہ عنبر کے مشابہ تھی دور دور تک پھیل گئی لوگ بطور تبرک امام بخاری رحمہ اللہ کی قبر سے مٹی لے جاتے اہل خرتنگ کو خوف ہوا قبر کے ارد گرد احاطہ کر دیا گیا وگرنہ قبر کی مٹی نہ بچ سکتی تھی۔ (بحوالہ مقدمہ فتح الباری)

جمال تمنیش در من اثر کرد

وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

**الجامع الصحیح:** امام بخاری رحمہ اللہ کی تصنیفات تقریباً (۲۲ بابیں) ہیں ان میں سے مہتمم بالشان جامع صحیح بخاری ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ۱۶ سال کی مدت میں مکمل کیا۔ ”صنفت کتابی الصحیح فی ستۃ عشرۃ سنۃ“ (بحوالہ وفيات الاعیان صفحہ نمبر ۳۳ جلد دوم) الجامع الصحیح کا پورا نام ’الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ و سننہ وایامہ‘ جامع وہ ہے جس میں فن حدیث کے آٹھ باب ہوں آٹھ ابواب یہ ہیں نمبر ۱۔ توحید، نمبر ۲۔ احکام، نمبر ۳۔ آداب، نمبر ۴۔ فتن، نمبر ۵۔ تاریخ و سیر، نمبر ۶۔ رقائق، نمبر ۷۔ مناقب، نمبر ۸۔ تفسیر، صحیح جس کی تمام احادیث صحیح ہوں اگر کوئی معلل شاذ روایت ہو تو ضمن المسند بطور تاکید کے ہے۔ سنن وہ ہے جو آپ کے اقوال و احوال پر مشتمل ہو۔

**ایام:** امام بخاری رحمہ اللہ نے دور جاہلیت کے بعض ایسے واقعات کا بھی ذکر کیا ہے جن کا آپ کی زندگی سے تعلق ہے۔

**مقبولیت الجامع الصحيح :** حافظ ابن صلاح کہتے ہیں ”کتابہما اصح الكتب بعد

كتاب الله ثم ان كتاب البخاری اصح الكتابین صحیحاً واكثرها فوائد“ (بحوالہ مقدمہ ابن صلاح) امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”اجود هذه الكتب كتاب البخاری“ (بحوالہ تہذیب الاسماء والصفات صفحہ ۷۴ جلد نمبر ۱) ابو یزید مروزی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان سویا ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب کا درس دیتا ہے میری کتاب کا درس کیوں نہیں دیتا انہوں نے عرض کیا آپ ﷺ کی کون سی کتاب ہے تو کہا محمد بن اسماعیل کی جامع صحیح (بحوالہ فتح الباری جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۷۷) شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص جامع صحیح کی عظمت کا قائل نہ ہو وہ مبتدعی ہے اور مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے (بحوالہ حجة الله صفحہ نمبر ۲۹۷ جلد نمبر ۱) امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں بخاری شریف کے پڑھنے سے قسط سالی دور ہوتی ہے قسط کے زمانہ میں اس کے ختم سے بارش کا نزول ہوتا (بحوالہ ارشاد الساری صفحہ ۲۹ جلد نمبر ۱) امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”لولا البخاری لما جاء مسلم“ (بحوالہ فتح الملہم شرح صحيح مسلم)

**دیگر تصنیفات:** الادب المفرد، خلق افعال العباد، جزاء رفع الیدین، قراءة خلف الامام، بر الوالدین، کتاب الضعفاء، تفسیر کبیر، کتاب الاثریۃ، کتاب الکنی، کتاب الفوائد، کتاب العلل، کتاب المناقب، کتاب الوحدان

**معلقات بخاری:** معلقات وہ روایات ہیں جن کی سند حذف کر دی گئی ہو خواہ کل سند حذف یا بعض (بحوالہ مقدمہ فتح الباری صفحہ ۱۸) معلقات کے سلسلہ میں حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ نے فرمایا جو معلقات صحیح جزم سے مروی ہیں مثلاً (قال ابو هريرة عن النبي كذا قال ابن عباس كذا) یہ صحیح جزم و یقین ہیں انکی صحت قطعی طور پر ثابت ہے اور جو صحیح مجہول سے مروی ہیں جیسے (عن رسول الله ﷺ ياروي عن مجاهد كذا) تو ان میں صحت کا کامل وثوق نہیں ہے کیونکہ اس قسم کی عبارتیں ضعف حدیث کیلئے بھی استعمال ہوتی ہیں لیکن باوجود اسکے کہ جب امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے جامع میں درج فرمایا تو صحت سے گرا ہو قرار نہیں دیا جاسکتا فرماتے ہیں (ومع ذلك فاي راده له في اثناء

الصحيح مشعر بالصحة اصله اشعار ابونس به ويركن اليه) (بحواله مقدمه ابن صلاح صفحه نمبر ۱۱ ظفر الاماني صفحه ۶۸) یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا اپنی جامع صحیح میں ایسی روایات کا نقل کرنا ہی ضمانت کیلئے کافی ہے کہ حدیث میں اصل صحت موجود ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحیح ترمیض کے تعلقات موجب قدرح بلکہ بسا اوقات بعض روایات حسن بلکہ صحیح بھی ہوتی ہیں۔ (بحوالہ فتح المغیث صفحه نمبر ۲۰ علامہ عینی عمدة القاری صفحه ۱۰) تعلقات بصحیح ترمیض جسے قیل یا روی سے بیان کیا جائے وہ صحت سے گری نہیں ہوتی (اذلو کان واهیا لما ادخله فی صحیحہ) تعلقات میں مرفوع و موقوف سب روایتیں شامل ہیں۔ حافظ ابن حجر تعلقات مرفوع کے متعلق لکھتے ہیں (ان جميع ما فيه صحيح باعتبار انه كله مقبول الا النادر) یعنی تقریباً سب مرفوع تعلقات صحیح و قابل قبول ہیں اور تعلقات موقوفہ میں بعض ایسی ہیں جنکی صحت پر امام بخاری رحمہ اللہ کو اطمینان ہے اور بعض میں کچھ ضعف ہے مگر شہرت و کثرت سے اس میں قوت آجاتی ہے۔

**نوٹ:** بہر حال امام بخاری رحمہ اللہ ایسی موقوف روایات اور اقوال صحابہ اور فتاویٰ تابعین کو اصل حدیث صحیح کی تائید و توضیح کیلئے ضمیمہ لاتے ہیں لیکن صحت بخاری پر ان تعلقات کے لانے سے کچھ ضرر نہیں کیونکہ احادیث مسندہ متصلہ ہی مقصود بالذات ہیں اور وہ ہی معیار صحت ہیں اور وہ سب کی سب بحمد اللہ غایت درجہ صحت میں ہیں (بحوالہ مقدمہ فتح الباری ص ۵۳۷) علامہ عبدالحی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جن تعلقات کے اسناد میں ضعف ہوتا ہے کثرت طرق سے ان میں قوت آجاتی ہے (بحوالہ ظفر الامانی ص ۷۴) حافظ ابن صلاح مقدمہ ابن صلاح ص ۳۰ میں فرماتے ہیں (فان الشواهد یحتمل فیہا ما لیس من شرط الصحیح معلقا کان او موصولا) یعنی تعلقات بلکہ موصول روایات بھی اگر شواہد کے طور پر ہوں تو ان میں شرائط صحت کی پوری پابندی مشروط نہیں ہوتی کیونکہ ان سے تائید مزید مقصود ہوگی علامہ عینی عمدة القاری ص ۱۰ پر فرماتے ہیں تعلقات و شواہد میں صحت کاملہ نہ ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ اصالیہ وارد نہیں کے گئے اور نہ ہی اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کے التزام صحت پر کچھ اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ انکا التزام صحت صرف مندات کیلئے ہے۔

**اقسام معلقات:** معلقات کی دو قسمیں ہیں (نمبر ۱) بعض تو ایسی ہیں جن کو امام صاحب بخاری میں موصول السند روایت کرتے ہیں اور دوسری جگہ محض اختصار کے خیال سے مقطوع السند روایت کرتے ہیں (نمبر ۲) بعض تعلیقات کی سند بخاری میں نہیں ہوتی لیکن دوسرے محدثین و مفسرین اصحاب طبقات و تاریخ کی کتابوں میں انکی سند موجود ہوتی ہے۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۱۸) ان معلقات میں زیادہ حصہ انکا ہے جو خود بخاری میں دوسری جگہ میں موصول السند ہیں اور جن معلقات کو بخاری نے موصول نہیں فرمایا انکی تعداد بہت کم ہے وہ صرف ۱۶۰ ہیں۔ (بحوالہ فتح الملہم ص ۳۷) قالہ السیوطی فی تدریب الراوی مقدمہ ابن صلاح ص ۳۰ پر ہے (فان ذکر موصولا فی موضع آخر فهو صحيح بلا ريب) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تمام معلقات کو پوری سندوں کے ساتھ اپنی کتاب تعلیق التعلیق میں درج کیا ہے پھر انکی تنخیص مقدمہ فتح الباری میں بھی کر دی ہے۔ (بحوالہ مقدمہ فتح الباری)

**مسندات بخاری:** مسندات بالفاظ دیگر اصولی روایت کے متعلق حافظ ابن حجر وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا جامع صحیح بخاری میں کسی راوی سے تخریج کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ راوی اعلیٰ درجے کا عادل اور ثقہ راوی ہے اور صحیح حافظ والا ہے اور یہ بات راوی کو حاصل نہیں ہے۔ جس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں تخریج نہیں فرمایا ہے بس صحیحین میں مذکور فرمایا ہے اسکی تعدیل پر جمہور محدثین کا اتفاق ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں (من خرج عنه في الصحيحين فهو عصابة اطباق الجمهور على تعديل من ذكر فيهما) (مقدمہ فتح الباری ص ۴۴۴ ارشاد الساری ص ۲۳ جلد نمبر ۱) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اصولی روایات بڑی پاکیزہ سند سے آتی ہیں جس کے رجال اعلیٰ درجہ کے ثقات ہوتے ہیں اور مزید تائید کیلئے جو روایات آتی ہیں انکے رواۃ میں ضعف ہوتا ہے بخاری مسلم اسکو متابعت لاتے ہیں۔ (مقدمہ نووی ص ۱۱) حافظ سخاوی لکھتے ہیں اصولی روایات کے راویوں پر مجہول الحال ہونے کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا اور نہ کسی محدث عارف نے ایسے رواۃ پر لفظ جہالت کو جائز قرار دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی روایات کے راویوں کی عدالت و ثقاہت پر جمہور علما کا اتفاق ہے۔

(بحوالہ فتح المغیث ص ۱۳۷) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے (ما دخلت فی کتابی الا ما صح) (بحوالہ فتح المغیث ص ۲۰) حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام محدثین کا فیصلہ ہے کہ اس کی تمام روایات قوی اور صحیح ہیں۔ (ظفر الامانی ص ۷۵) محدث ابن دبیق العید فرماتے ہیں (ان من اتفق الشیخان علی التخریج فهو ثبت عد التهمه بالا تفاق بطریق الاستلزام) (فتح الباری ص ۹۶۰ پارہ ۳۰) شیخ ابوالحسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ (الرجال الذی ینخرج عنه فی الصحیح جاوز لقنطرة بذلك لا يلتفت الى ما قيل فيه) (مقدمہ فتح الباری ص ۴۴۴ ارشاد الباری ص ۲۴) ابن صلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحیحین کے جن روایات پر مسلم بخاری کے علاوہ کسی نے جرح کی ہے اسکے بارہ میں توقف نہیں کیا جاسکتا اسکی حدیث قبول کی جاتی ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی تخریج سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جرح غیر معتبر غیر ثابت ہے اسی لیے شک مٹ جاتا ہے راوی کی تعدیل ہو جاتی ہے۔ (مقدمہ ابن صلاح ص ۴۹) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں (قلت هذا جرح مردود وقد اخرجہ الشیخان) (مقدمہ فتح الباری ص ۵۳۶ جلد ۱) مگر حافظ ابن حجر کی تحقیق یہ ہے کہ احادیث مسند ۳۹۷ میں حافظ ابن صلاح امام نووی نے بھی ۳۹۷ ذکر کیا ہے۔

**متابعات بخاری رحمہ اللہ :** جن راویوں سے امام بخاری رحمہ اللہ نے متابعات و شواہد میں احتیاج کیا ہے گو وہ درجات حفظ میں مختلف ہیں مگر صادق کا لقب انکو شامل ہے علامہ شمس الدین ذہبی ظفر الامانی ص ۲۵ میں رقم طراز ہیں اصولی روایات سب قوی ہیں لیکن متابعات و شواہد کے روایات پر ضعف حفظ کا اعتراض کیا گیا جو کہ بعض ناقدین کی طرف سے تھا لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کی معرفت روایات اور تخریج سے راوی کی تعدیل و توثیق ہو جاتی ہے صحیحین میں جتنے راویوں سے تخریج ہوگی وہ شک و شبہ سے بالا ہونگے اور اصولی اور متابعات کے روایات میں باعتبار ثقاہت و عدالت اور فرق مراتب ہے (بحوالہ ابن حجر ص ۴۴۴) مقدمہ فتح الباری ارشاد الباری ص ۴۱ جلد نمبر ۱) صاحب انصاف کو سمجھ لینا چاہئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں جس راوی سے بھی تخریج کریں انکی یہ تخریج اس راوی کے عادل صحیح الحافظ ہونے کی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ متابعت و شواہد کے روایات میں

صحت حفظ کا وصف امام کے نزدیک ضرور موجود رہتا ہے۔ اگرچہ اصول روایات و متابعات کے راویوں میں حفظ کے اعتبار سے فرق مراتب ضرور ہے مگر متابعات کے رواۃ بھی وصف صداقت و عدالت سے خالی نہیں ہوتے حافظ رحمۃ اللہ علیہ (فتح المغیث ص ۱۳۸) میں فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ معرفت رواۃ اور راوی سے تخریج اسکے ثقہ ہونے کی کافی دلیل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (مقدمہ فتح الباری ص ۴۴۴) میں فرماتے ہیں کہ اگر متابعات و شواہد کے راویوں سے کسی پر کسی امام کا جرح یا طعن ہوگا تو وہ قبول نہ ہوگا جب تک مفسر نہ ہو تو اعتبار نہ ہوگا امام نووی رحمہ اللہ مقدمہ مسلم میں فرماتے ہیں متابعات کے راویوں میں قدرے ضعف ہوتا ہے لیکن اصولی روایات کی تائیدیں ہوتی ہیں۔

**نوٹ امتحانی سوال:** احادیث معلقات کی تعداد بخاری میں ۱۳۴۱ ہے جو مقدمہ فتح الباری ص ۵۵۳ متابعات کی تعداد ۳۴۴ ہے (بحوالہ مقدمہ فتح الباری ص ۵۵۶) احادیث مسندات ۷۳۹۷ ہے (مقدمہ فتح الباری ص ۵۵۱ فتح المغیث ص ۱۲) جملہ مسندات معلقات متابعات کی تعداد ۹۰۸۲ ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے موقوف و مقطوع کے علاوہ مسندات متابعات کی تعداد ۹۰۸۲ ہی ذکر کی ہے حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ اور امام نووی رحمہ اللہ نے مسندات کی تعداد ۲۳۵۷ کی ہے (تہذیب الاسماء ص ۷۵ جلد ۱) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا شمار ہے ۷۳۹۷ حدیثیں مسندات ہیں۔

**تخریج بخاری کی شرائط:** شروط پر ائمہ نے مختلف کتابیں لکھیں ہیں محمد بن طاہر مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان ائمہ بخاری، مسلم اور سنن اربعہ کے مصنفین کیساتھ بھی تخریج روایت میں انکی شرائط منقول نہیں ہیں بلکہ انکی کتابوں سے انکا اندازہ لگایا جاسکتا ہے بخاری کی شرائط ہیں کہ وہ ایسی روایات کی تخریج کرتے ہیں جس کے سارے رواۃ صحابی مشہور تک ثقہ ہوں اور انکی ثقاہت پر کبار محدثین کا اتفاق ہو۔ (بحوالہ شروط الائمہ ص ۱ مصنفہ محمد بن طاہر مقدسی) اسکی سند متصل ہو منقطع نہ ہو جس روایت کے صحابی سے دویا اس سے زیادہ روای ہوں وہ نہایت ہی اعلیٰ ارفع ہوگی اگر ایک روای ہو اور اسکی سند صحیح ہو تب بھی کوئی مضائقہ نہیں امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی ایسے لوگوں سے روایت کی تخریج کی ہے جس کی حدیث کو کسی شبہ کی بنا پر امام

بخاری رحمہ اللہ نے ترک کر دیا تھا۔ جسکی مثال امام زہری رحمہ اللہ کے تلامذہ ہیں جو اوصاف کی کمی اور زیادتی کی وجہ سے پانچ حصوں میں تقسیم کیے گئے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے ان میں سے طبقہ اولیٰ سے اصالةً اور طبقہ ثانیہ سے جن کی احادیث پر انکو اعتماد ہے انکو بخاری میں روایت کیا ہے لیکن بالاستیعاب ایسا نہیں کیا ہے۔ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے دونوں طبقوں کی احادیث کو بالاستیعاب بیان کیا ہے اور اسی طرح طبقہ ثالثہ کی روایت کو امام بخاری نے بالکل قبول نہیں کیا لیکن امام مسلم رحمہ اللہ کبھی کبھی ان سے روایت کر لیتے ہیں۔ (تدریب الراوی ص ۴۱) اس طرح ابو عبد اللہ حاتم نے صحیح کی تعریف کی ہے کہ اسکو مشہور صحابی نبی کریم ﷺ سے روایت کرے پھر اس صحابی سے ثقہ راوی روایت کرتے ہوں لیکن صحیحین سے انکا دعویٰ ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ شیخین نے بہت سے ایسے صحابہ کی روایات کو نقل کیا ہے۔ جن سے صرف ایک ہی راوی نے روایت کیا ہے (بحوالہ تدریب الراوی ص ۳۸) امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی روایت کو اس وقت تک اپنی صحیح میں رقم نہیں کیا جب تک یہ یقین نہیں کر لیا کہ راوی کو مروی عنہ سے لقاء اور تعلم کا شرف حاصل ہے۔ صرف ہم عصر ہونے کا ان کے ہاں اعتبار نہیں۔

**جامع صحیح کی خصوصیات:** ① امام بخاری رحمہ اللہ کو دوران تالیف جب کبھی تالیف کا سلسلہ چھوڑنا پڑا تو دوبارہ جب بھی شروع کیا تو اسکی ابتدا بسم اللہ سے کی درمیان میں متعدد جگہوں پر بِسْمِ اللہ مذکور ہے۔

② عام طور پر مشہور ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں صیغہ تمریض سے روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جن معلق روایات کو امام موصوف نے صیغہ جزم سے بیان کیا ہے انکی صحت کا فیصلہ کیا گیا ہے لیکن جب صیغہ تمریض سے بیان کیا کرتے ہیں تو انکی صحت کا حکم تو نہیں لگایا جائے گا لیکن صحیح بخاری میں آجانے کی وجہ سے ناقابل اعتبار بھی نہیں سمجھا جائے گا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے علامہ نووی رحمہ اللہ کے کلام کا تعاقب کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں صحیح رائے ہمارے شیخ کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ صیغہ تمریض کو ضعف اسناد کے ساتھ خاص نہیں کرتے بلکہ جب متن کو بمعنی اختصار کے ساتھ بیان کرنا مقصود ہوتا ہے تو صیغہ تمریض سے اس اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۳) صحیح بخاری کا امراض و مصائب، دشمنوں کے خوف و غلبہ کی گرانی وغیرہ میں پڑھنا تریاق ہے۔  
 ۴) عام طور پر مشہور ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ جب قال فلان کہتے ہیں تو یہ مذاکرے پر محمول ہوتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسکا مرتبہ تحدیث سے کم ہے اور یہ صیغہ وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں روایت انکی شرط پر نہیں ہوتی لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کبھی اسکو صیغہ تحدیث سے بھی بیان کر دیتے ہیں۔

۵) امام بخاری رحمہ اللہ کا معمول ہے کہ جب حدیث میں کوئی ایسا غریب لفظ آجاتا ہے۔ جسکی نظیر کتاب اللہ میں موجود ہے تو اسکی وضاحت میں مفسرین کے اقوال نقل کر دیتے ہیں اسطرح کبھی باب کی مناسبت سے آیات قرآنی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اور کثرت آیات کی بجائے صرف اسکے چند الفاظ لکھتے ہیں کتاب التفسیر، کتاب بدء الخلق میں کثرت سے اسکی مثالیں موجود ہیں۔  
 ۶) امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ خاص امتیاز ہے کہ اس میں بائیس روایات ثلاثی ہیں جن کا تذکرہ حاشیے میں نہایت جلی قلم سے کیا گیا ہے ان میں بعض کے ثلاثیات کے شیوخ مخفی ہیں اور بعض کے مخفی نہیں ہیں۔  
 ۷) امام بخاری رحمہ اللہ کے پیش نظر طرق استنباط ہے اس لیے ایک حدیث کو استنباط کیلئے مخصوص مقامات پر بیان کرتے ہیں (انما الاعمال بالنیات) حدیث کو کئی بار ذکر کیا ہے۔

تکرار ایک ہی سند و متن میں نہیں لاتے (انما الاعمال بالنیات) والی روایت کو تیرہ جگہ ذکر کیا ہے۔ قصداً تکرار ایک ہی سند و متن میں نہیں لاتے اگر کہیں تکرار ہے تو محض اتفاقی ہے پوری کتاب میں ۲۲ روایات مکرر ہیں۔ (بحوالہ مقدمہ فتح الباری ص ۱۲)

۸) امام بخاری رحمہ اللہ ہر کتاب کے شروع میں اس کے زمانہ نزول اور شریعت کی ابتداء کی طرف کبھی اشارہ کرتے ہیں خصوصاً جب اس میں اختلاف ہو۔

۹) امام بخاری رحمہ اللہ کتاب کے اختتام پر کوئی نہ کوئی ایسا لفظ لاتے جس میں ختم کتاب کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً (بدء الوجل) کے آخر میں آخر شان ہر قل کتاب الحج کے آخر میں واجل موتی

(مقدمہ ص ۱۲)

۱۰) کتاب کے ابتداء اور انتہا میں گہرا ربط ہے امام صاحب نے اپنی کتاب کو تو حید پر ختم کیا ہے کیونکہ



توحید ہی آخرت میں کامیابی کا اصل میدان ہے اسکی ابتداء (انما الاعمال بالنیات) سے کی ہے اخلاص نیت ضروری ہے اعمال کیلئے۔ آخرت میں صرف وہ ہی اعمال موثر ہونگے جو اخلاص کے ساتھ ہونگے۔

① بخاری کے جن رجال رواۃ پر نقادین حدیث نے جرح کی ہے وہ صحیح مسلم کے رجال کے مقابلہ میں کم ہیں۔

② بخاری میں مضامین کے اندر تنویع اور جامعیت پائی جاتی ہے یعنی جہاں احادیث رسول ﷺ کو بیان کیا جاتا ہے وہاں آثار صحابہ، غریب القرآن کو اور باب سیر کے طریق پر خصوصیت سے احوال و واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

**بخاری کے تراجم ابواب:** امام بخاری رحمہ اللہ کے پیش نظر جس طرح حدیث صحیح کی تخریج ہے اس طرح وہ ان سے بہت سے مسائل کا استنباط فرماتے ہیں اس لیے کبھی ایک ہی روایت کو متعدد جگہ پر نقل کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ کے متعلق ہے ۲۰ مرتبہ سے زائد نقل کی ہے ائمہ کا اتفاق ہے کہ (فقه البخاری فی تراجمہ) علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام صاحب نے اپنے تراجم ابواب میں جس وقت نظر کا مظاہرہ کیا ہے اسکو سمجھنے سے بڑے بڑے عالم قاصر ہیں اس کی اصلیت کے پیش نظر متقدمین و متاخرین نے تراجم ابواب پر مستقل رسالے لکھے ہیں لامع الداری میں چھ رسالوں کا تذکرہ ہے لیکن ان صرف میں سے ۲ رسالے موجود ہیں (۱) شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا رسالہ شروح تراجم بخاری (۲) شیخ المفسر کا ابواب التراجم میں ہے پہلے رسالے میں ۱۴ اصول دوسرے میں ۱۵ اصول بیان کئے گئے ہیں۔ شروح بخاری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور عینی نے تراجم ابواب کی طرف توجہ فرمائی ہے صحیح بخاری کے ابواب و تراجم میں جن فوائد فقہیہ و نوادر حکمیہ اور دقائق استدلال اور استنباط کا اظہار کیا ہے یہ انہی کا حصہ اور مقدر ہے ان میں دوسرا شریک سہیم نہیں ہے علماء حدیث کا قول ہے کہ فقه البخاری فی تراجمہ اگر امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہی اور حکیمانہ مقام کو جاننا ہو تو صحیح بخاری کے تراجم پر غور کیجئے تو امام بخاری رحمہ اللہ جیسا یگانہ روزگار گوہر نایاب ہر روز پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شاعر



ہزاروں سال نرس اپنی بے نوری پر روتی ہے  
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا (اقبال)

### علم حدیث کی تعریف:

((هُوَ عِلْمٌ يُعَرَّفُ بِهِ أَقْوَالُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَفْعَالُهُ وَأَحْوَالُهُ))  
”وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات گرامی، آپ ﷺ کے افعال  
پاکیزہ اور احوال شائستہ معلوم کئے جاتے ہیں۔“

### علم حدیث کا موضوع:

((مَوْضُوعُهُ ذَاتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ حَيْثُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ))  
”علم حدیث کا موضوع رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے اس حیثیت سے کہ  
آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔“

### علم حدیث کی غرض و غایت:

((وَعَايَتُهُ هُوَ الْفَوْزُ بِسَعَادَةِ النَّارِينِ))  
”علم حدیث کی غرض و غایت دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرنا ہے۔“

(مقدمہ تحفۃ الاحوذی از محدث علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ)

### درود و سلام کے فضائل و ثمرات اسامہ اولکھ (کلاس: قاری احسان اللہ صاحب)

- ❖ اللہ کا حکم پورا ہوتا ہے۔
- ❖ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے عمل سے موافقت ہو جاتی ہے۔
- ❖ رحمتیں اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں۔
- ❖ گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔
- ❖ قیامت کی ہولناکی سے نجات ملتی ہے۔
- ❖ قیامت کے دن نبی ﷺ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔
- ❖ دعا قبول ہوتی ہے۔
- ❖ تکالیف کا دور ہونا۔
- ❖ بیماریوں سے شفا پانا۔
- ❖ تہمتوں سے پاک ہونا۔
- ❖ دشمنوں پر فتح پانا۔
- ❖ دل کا منور ہونا۔

## دعائے رسول ﷺ

سیر الصحابہ ①

پانے والی پاک بازہستیاں

ابو عبد الرحمن حاصیلپوری

### سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ اَعْنِهِ وَاعْنِ بِهِ، وَارْحَمْهُ وَارْحَمْ بِهِ، وَأَنْصُرْهُ وَأَنْصُرْ بِهِ))

”اے اللہ! علی کی مدد فرما اور ان کے ذریعے سے مدد فرما اور ان پر رحم فرما اور ان کے ذریعے سے دوسروں پر رحم فرما، اور ان کی مدد فرما اور ان کے ذریعے سے مدد فرما۔“

۲۔ ((اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَاَلَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ. يَعْصِي عَلِيًّا))

”اے اللہ! جو ان سے دوستی رکھے آپ بھی اس سے دوستی رکھیے اور جو ان سے دشمنی رکھے آپ بھی اس سے دشمنی رکھیں۔“

۳۔ مستدرک حاکم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَهُ وَاهْدِ قَلْبَهُ))

”اے اللہ! ان کی زبان کو (حق پر) ثابت رکھ اور ان کے دل کو ہدایت نصیب فرما۔“

۴۔ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((اللَّهُمَّ اهْدِهِ لِقَضَاءِ))

”اے اللہ! انہیں فیصلہ کرنے کا صحیح راستہ دکھلا۔“ ①

۵۔ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم جگہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں

جس کا دوست ہوں یہ علی اس کے دوست ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَاَلَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ! وَ أَحَبَّ مَنْ أَحَبَّهُ وَأَبْغَضَ مَنْ يُبْغِضُهُ!))

وَأَنْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَآخُذْ مَنْ خَذَلَهُ))

”اے اللہ! جو علی سے دوستی کرے تو اس سے دوستی رکھ اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ اور جو ان کی مدد کرے تو اس کی مدد کر اور جو ان کی مدد چھوڑ دے تو بھی اس کی مدد چھوڑ دے۔“ ②

۶۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی: ((اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبُرْدَ))

”اے اللہ! اس سے سردی اور گرمی کو دور کر دے۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آج کے دن تک مجھے کبھی سردی اور گرمی نہیں ہوئی۔ ③

۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللَّهُ عَلِيًّا، اللَّهُمَّ أَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ))

”اللہ تعالیٰ رحم فرمائے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر، اے اللہ! جہاں کہیں بھی علی رضی اللہ عنہ ہوں حق ان کی ہم رقبائی میں ہو۔“ ④

**فائدہ:** آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن اور ابو تراب تھی، لقب حیدر (شیر) اور نام علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے حقیقی بیچازاد بھائی تھے۔

اسلام قبول کرنے میں انہیں اولیت حاصل ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں موجود ہے کہ لڑکوں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ جناب علی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں سے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور غلاموں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ جناب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ⑤

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيجَةَ عَلِيٌّ))

”حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی۔“ ⑥

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ:

((كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَامًا قَوَّامًا))

”جہاں تک مجھے علم ہے وہ بڑے روزہ دار اور عبادت گزار تھے۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس اعتبار سے بھی خاصی فوقیت حاصل ہے کہ وہ دامادِ رسول ﷺ تھے۔ کیونکہ

آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا جو جنتی عورتوں کی سردار ہیں کی شادی آپ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔

اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے آپ کی اولاد حسن و حسین و محسن، زینب اور اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا

ہوئی۔ ⑦

سو خاتمہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا خوف

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز ادا کی اور اسکے بعد وہ وہیں تشریف فرما رہے حتیٰ کہ

سورج طلوع ہو کر نیزہ بھر بلند ہوا۔ آپ پر پریشانی کے آثار نمایاں ہوئے فرمانے لگے:

”میں اصحاب محمد ﷺ کو دیکھ چکا ہوں، آج مجھے کوئی ایسی چیز دکھائی نہیں دیتی جو ان جیسی

ہو، اللہ کی عبادت کرتے کرتے انکی کیفیت یہ ہوتی کہ ان کے بال پر انگنہ، چہروں کا رنگ

زرد پاؤں غبار آلود ہوتے، وہ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے کبھی پاؤں پر کھڑے ہوتے

اور کبھی اپنے چہرے زمین پر رکھتے، صبح ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر خوب کرتے۔ وہ اللہ کو یاد

کرتے ہوئے یوں جھومتے جیسے تیز ہوا میں درخت جھومتے جھولتے ہیں، انکی آنکھوں سے

اس قدر آنسو بہتے کہ انکے کپڑے تر ہو جاتے۔ اللہ کی قسم! آج کل میں ایسے لوگوں میں رہتا

ہوں جو اپنی راتیں غفلت میں گزار دیتے ہیں۔“

اسکے بعد اٹھ کھڑے ہوئے، اور اسکے بعد انکو کبھی ہنسنے ہوئے نہ دیکھا گیا، یہاں تک کہ انکی شہادت کا

واقعہ رونما ہو گیا۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ ⑧

نبی ﷺ نے فرمایا:

”علیؑ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں میرے ساتھ وہی نسبت ہو، جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“ ⑨

ادیب ملت ضرار بن ضمیرہ سیدنا علیؑ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((كَانَ وَاللَّهِ غَزِيرَ الْمَمْعَةِ، طَوِيلَ الْفِكْرَةِ))

”اللہ کی قسم! خشیت الہی سے ان کی آنکھیں پُر نم رہتیں، اور وہ طویل غور و فکر کے عادی تھے۔“ ⑩

چنانچہ سیدنا علیؑ نے ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں سے پوچھا:

بتاؤ! سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ حاضرین نے کہا: آپ۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

سب سے زیادہ بہادر ابو بکر صدیقؓ تھے، بدر کے دن حضور ﷺ کیلئے چھپر تیار کیا، ہم نے کہا کہ کون رسول اللہ ﷺ کے پاس دفاع کیلئے کھڑا ہوگا، تو ابو بکرؓ اپنی تلوار سونت کر آپ ﷺ کے سر ہانے کھڑے ہو گئے اور میں نے قریش کو دیکھا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو پکڑ لیا، کوئی کچھ کرتا ہے کوئی کچھ کرتا ہے، اللہ کی قسم! ابو بکرؓ کے علاوہ ہم میں سے آپ ﷺ کے قریب کوئی نہ گیا، کسی سے یہ لڑتے کسی سے مار پیٹ ہوتی، اور کہہ رہے تھے: تمہارا ستیاناس ہو، کیا تم اس آدمی کو قتل کر ڈالو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اتنا کہنے کے بعد سیدنا علیؑ نے اپنی چادر اتاری اور اتاروئے کہ داڑھی تر ہو گئی۔ ⑪

رمضان المبارک ۴۰ھ میں حضرت علیؑ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے نکلے، مسجد میں پہنچے تو عبدالرحمن بن ملجم خارجی، جو مسجد میں چھپا ہوا تھا، نے آپؑ پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ سر میں کاری زخم آیا۔ آپؑ نے فرمایا: ”محرم جانے نہ پائے“۔ چنانچہ اسے پکڑ لیا گیا۔ آپؑ نے فرمایا: ”اگر میں زندہ رہا تو اس کے بارے میں قصاص یا معافی کا فیصلہ کروں گا اور اگر شہید ہو گیا تو اسے بھی قتل کر دیا جائے تاکہ میں اس کو لے کر اللہ کے حضور پیش ہوں“۔

دو تین دن آپؑ زندہ رہے لیکن اٹھارہ یا انیس رمضان المبارک کو جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ سیدنا حسنؑ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رشد و ہدایت کے اس آفتاب عالم تاب کو کوفہ کے عزری نامی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ انتقال کے وقت بروایت صحیح تریسٹھ سال کی عمر تھی۔ مدت

### مصادر:

- ① مسند احمد (۱/۱۸). حیاة الصحابة (۳/۱۶۲) والمنتخب (۵/۳۲-۳۵) ومجمع الزوائد (۹/۹۳) (۱۴۶۲۹) وكنز العمال (۵/۲۰۷) (۱۳۷۹۷).
- ② كنز العمال (۴/۱۴۳) وحياة الصحابة (۳/۱۶۲)، مجمع الزوائد (۹/۴۰۲)، جمع الجوامع (۲/۱۰۶). امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں علاوہ فطر بن خلیفہ کے اور وہ ثقہ ہیں (۹/۱۰۵).
- ③ مجمع الزوائد (۹/۱۱۳). المناقب، باب احتحاله بریق رسول اللہ و کفایتہ والحر والبرد (۷/۱۴۷۰) والطبرانی فی الاوسط (۲۲۸۴) واسنادہ حسن، و کشف الاستار (۶/۲۵۴۶).
- ④ سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب ﷺ (۳۷۱۴) و مشکوٰۃ (۱۲۵/۶) و کنز العمال (۳۳۱۲۴) والبدایۃ (۷/۳۶۱) والسنة لابن ابی عاصم (۲/۵۷۷) و جمع الجوامع (۱۲۴۷۱).
- ⑤ ترمذی، المناقب، باب اول من صلی علی ..... (۳۷۴۵). البدایۃ (۳/۳۳).
- ⑥ طبقات ابن سعد (۳/۱۵) و مسند احمد (۱/۳۳۱) (۳۰۶۲). اس کی سند حسن لذاتہ ہے۔
- ⑦ ابن اثیر (۴/۱۲۰) (۴/۱۵۶). ⑧ حلیۃ الاولیاء (۱/۷۶) اتحاف السادة (۱۱/۴۹۱).
- ⑨ صحیح بخاری (۴۴۱۶) ⑩ صفة الصفوة (۱/۳۱۵) ⑪ البدایۃ والنهاية (۳/۲۳۷).
- ⑫ طبری (ص ۳۴۶۱). ابن سعد (۳/۴۲). اخبار الطوال (ص ۱۵۴).

### قیامت کے نام قاری عدیل الرحمن (تجوید قرآنت)

یوم الانشقاق	آسمان پھٹنے کا دن،	یوم التکویر	لیپٹے جانے کا دن
یوم القيامة	قبروں سے اٹھائے جانے کا دن،	یوم النفخ	صور پھونکے جانے کا دن
یوم النشور	دوبارہ اٹھائے جانے کا دن،	یوم الفرع	گھبراہٹ کا دن
یوم الحساب	حساب کا دن	یوم القصاص	بدلے کا دن

## خدمت قرآن کا ذوق

قاری محمد دلاور سلفی (امام مسجد مکرم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) ”تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے۔“ (بخاری ۵۰۲۷)

مشہور مقولہ ہے ”لکل رجال فن“ ہر شخص کسی نہ کسی فن میں لگا دیکھتا ہے، اسی طرح امت محمدیہ میں فی زمانہ سینکڑوں ایسے ہوتے ہیں کہ باوجود جامع العلوم ہونے کے صرف قرآن کے ساتھ اپنے ذوق کی وجہ سے مشغول رہے یہ ہر شخص کے اپنے ذوق کی بات ہے یا پھر اسے تقسیم خداوندی کا نام دے دیں کہ جس نے اپنے کلام کے متن محفوظ و مامون رکھنے کیلئے ان گنت افراد کو یہ توفیق بخشی مثال کے طور پر امام ابو عبد الرحمن رحمہ اللہ سلمی تابعی کو سامنے رکھ لیں جن کے بارہ میں علامہ جزری رحمہ اللہ نشر فی القراءات العشر میں یہ فرما رہے ہیں کہ وہ بڑے علم و فضل کے مالک تھے لیکن قصد قرآن پڑھنے پڑھانے کو اختیار کیا۔ اس کا سبب نبی ﷺ کا وہ فرمان بنا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے۔“ اسی طرح امام ابو عبد الرحمن سلمی تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((فذلك الذي اقعدني هذا المقعد)) نشر فی القراءات العشر، معرفة القراء الكبار للذهبي (۵۵/۱) اسی بات نے مجھے اس مسند پر بیٹھا دیا ہے۔ اسی طرح ابواسحاق سبیعی فرماتے ہیں (ان ابا عبد الرحمن كان يقرى الناس في المسجد الاعظم اربعين سنة) کہ ابو عبد الرحمن سلمی رحمہ اللہ نے مسجد اعظم میں ۴۰ سال تک لوگوں کو قراءات پڑھائیں۔ ابو عبد الرحمن سلمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص تھے۔ معرفة القراء الكبار للذهبي (۵۵/۱) ابو عبد الرحمن سلمی تابعی رحمہ اللہ کا یہ قول و فعل خدمت قرآن و ذوق قراءات کی بہت بڑی اور واضح دلیل ہے۔

امام شاطبی رحمہ اللہ کی شخصیت کے بارہ میں کون نہیں جانتا، انکے ذوق و خدمت قراءات سے ناواقف کون ہوگا جن کے بارہ میں نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب (تاج الملک)



۸۸ میں اور تذکرۃ الشاطبی میں یہ بات ذکر ہے کہ امام شاطبی رحمہ اللہ کو بخاری و مسلم اور موطا مالک از برتھیں علوم اسلامیہ کے طلبہ دور دراز سے سفر کر کے احادیث کے مذکورہ مجموعات کی تصحیح کرواتے تھے۔ مگر امام شاطبی رحمہ اللہ کو قرآن مجید کیساتھ خاص شغف تھا۔ دن رات اسکی خدمت میں لگے رہتے تھے حتیٰ کہ قیامت تک علوم قراءات کے پڑھنے اور پڑھانے والوں کیلئے مسند بن گئے امام شاطبی رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی کتاب حرز الامانی وجہ اتھانی سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں نے فیض حاصل کیا۔

**نوٹ:** میں یہاں اس بات کی طرف توجہ دلا نا چاہتا ہوں کہ ائمہ قراءات تمام علوم میں یعنی قراءات کے علاوہ مثلاً حدیث وفقہ واصول فقہ وتفسیر ونحو و صرف وغیرہ میں دسترس رکھتے تھے ہر ایک قراءات کا امام ہزاروں احادیث کا حافظ ہوتا تھا اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم دو چار حدیثیں زبانی یاد کر لیں تو شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ قراءات کہاں سے آگئیں۔ علوم قراءات قرآن کی مخالفت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ (معاذ اللہ) ایک تو ہم خود علوم قراءات سے دور ہیں تو دوسرا جو اس پر عمل پیرا ہیں انکی مخالفت کرتے ہیں وہ بھی علم کے بغیر اور یہ ہمارے لوگوں کی نادانی ہے اور یہ سب چیز علم کی کمی کی وجہ سے ہے اور جو لوگ علوم قراءات پر عمل پیرا ہیں وہ سنت کے مطابق ہیں اور جو لوگ اسکی مخالفت کرتے ہیں وہ لوگ سنت رسول ﷺ کے فہم سے کامل شناساں نہیں۔ لہذا میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو مزید توفیق عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ قراءات کے پڑھنے پڑھانے میں مصروف عمل ہیں اور جو اس اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ قراءات کی مخالفت کرتے ہیں۔ انکو اللہ تعالیٰ سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) اب ہم چند ایک قراءات کے ائمہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ان کا قراءات و علوم قراءات کی محبت کیساتھ پڑھنے اور پڑھانے میں دن اور رات کیسے گزرتے تھے۔

امام نافع رحمہ اللہ کو دیکھئے کہ وہ دن رات قرآن پڑھا رہے ہیں مگر پھر بھی قرآن کے پڑھنے والے طالب علم باقی رہتے ہیں آپ کے معروف شاگرد عثمان بن سعید جن کا لقب (ورث) ہے کہتے ہیں کہ میں مصر سے پڑھنے کیلئے مدینہ منورہ پہنچا دیکھتا ہوں کہ کثرت طلباء کی وجہ سے باہر سے آنے والا شخص

امام نافع مدنی تابعی رحمہ اللہ سے علم حاصل نہیں کر سکتا تھا آپ طلباء کو بڑی شفقت لگن اور محنت سے پڑھا رہے تھے۔ میں حلقہ طلباء کے پیچھے بیٹھ گیا امام نافع رحمہ اللہ کسی کو تیس سے زیادہ آیات نہیں پڑھاتے تھے پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہاں داخلہ مشکل ہے میں امام نافع رحمہ اللہ کے قریبی دوست ابو جعفر کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے عرض کیا حضرت مصر سے آیا ہے کوئی حاجی یا تاجر نہیں صرف پڑھنے کیلئے اتنا لمبا سفر طے کر کے آیا ہے امام نافع رحمہ اللہ جواب دیا۔ (ترنسی ممالقی من انباء المتہجیرین والانصار) ”آپ دیکھ رہے ہیں کہ مہاجرین وانصار کی اولاد کو تعلیم دینے کی وجہ سے کتنا عظیم الفرصت ہوں“ حتیٰ کہ اصرار کیا گیا تو رات مسجد نبوی میں ٹھہرنے کا حکم دیا آپ تہجد کے وقت تشریف لائے اور پوچھا کہ مصری مسافر کہاں ہے میں حاضر ہوا آپ نے مجھے پڑھنے کا حکم دیا اللہ نے مجھے خوبصورت آواز عطا کی تھی میں پڑھ رہا تھا اور پوری مسجد میں آواز گونج رہی تھی جب میں نے تیس آیات پڑھ لیں تو خاموش ہونے کا حکم فرمایا اتنے میں جو طلباء جمع ہو چکے تھے ایک نے اٹھ کر کہا: اے شیخ! ہم یہاں کے باشندے ہیں یہ بھائی اتنی دور سے آیا ہے لہذا میں اپنی دس آیات پڑھنے کا وقت اسے ہبہ کرتا ہوں پھر ایک اور طالب علم اٹھا اس نے بھی اپنی دس آیات کا وقت مجھے ہبہ کر دیا جس پر امام نافع رحمہ اللہ مجھے بیس آیات مزید پڑھنے کی اجازت دے دی اب میں روزانہ پچاس آیات پڑھتا تھا اس طرح مکمل قرآن کئی بار شیخ نافع سے پڑھا۔ (معرفۃ القراء الکبار ۱/۱۲۸)

اس واقعہ سے یہ بات ہمارے سامنے آئی ہے کہ امام نافع کس قدر قرآن کی خدمت میں دن و رات مشغول تھے کہ احادیث کی نقل و روایت کیلئے وقت ہی نہیں ملا اکثر ائمہ قراءات میں سے اکثر کو احادیث پڑھانے کا وقت نہ ملا۔ قرآن سیکھنے والوں نے ان پر ہجوم کر دیا کہ صبح و شام اسی کام میں لگے رہے۔ یہاں تک کہ عمریں بیت گئیں، اور اس حدیث کے مصداق بن گئے۔ (ان اللہ یرفع بہذا الکتاب اقواما و یضع بہ آخرین) بیشک اللہ تعالیٰ بلندیاں عطاء کرتا ہے اس کتاب سے لوگوں کو اور رسوا کرتا ہے ان لوگوں کو جو منہ موڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کئی سو سال گزرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کی خدمت کرنے والوں کا نام زندہ رکھا ہے اور قیامت تک زندہ رکھے گا اللہ تعالیٰ ہمارا نام بھی ایسے لوگوں میں لکھ دے (آمین)

## قادیانیت، ایک تعارف

ضیاء اللہ السنفی (درجہ سابعہ)

قادیانیت کو انگریزی استعمار کی منصوبہ بندی سے ۱۹۰۰ میں برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کو ان کے دین سے اور خصوصاً فریضہ جہاد سے دور کرنے کیلئے وجود میں لایا گیا تھا۔ تاکہ مسلمان انگریزی استعمار کا مقابلہ اسلام کے نام سے نہ کر سکیں قادیانیت کے ترجمان رسالے کا نام ”ادیان“ ہے جو کہ انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔

### بنیاد اور اہم شخصیات:

۱۔ **مرزا غلام احمد قادیانی:** ولادت ۱۸۳۹ء وفات ۱۹۰۸ء ہے یہ قادیانیت کے وجود کا سب سے بڑا بنیادی سبب تھا اس کی نسبت ایک ایسے خاندان کی طرف ہے جو دین و وطن سے غداری میں بہت مشہور تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنے ماننے والوں کے اندر خرابی مزاج کثرت امراض اور منشیات کا استعمال کرنے کے لحاظ سے کافی شہرت رکھتا تھا اس کی بہت سے کتابیں اور مقالے ہیں۔ چند مشہور کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔ ۱۔ ازالۃ الاوهام ۲۔ اعجاز احمدی ۳۔ براہین احمدیہ ۴۔ انوار اسلام ۵۔ اعجاز مسیح وغیرہ

۲۔ **نور الدین:** یہ قادیانیت کا سب سے پہلا خلیفہ تھا۔ جب انگریزوں نے تاج خلافت اس کے سر پر رکھا تو کافی سارے مرید اس کے تابع ہو گئے۔ اسکی ایک کتاب کا نام ”فضل الخطاب“ ہے۔

۳۔ **محمد علی لاہوری:** لاہوری قادیانی جماعت کا امیر تھا۔ یہ استعمار کا جاسوس اور قادیانیوں کا ترجمان رسالہ چھاپنے کا ذمہ دار تھا۔ اس نے قرآن کا تحریف شدہ ترجمہ انگریزی میں کیا تھا۔ اسکی ایک کتاب کا نام ”حقیقت اختلاف“ ہے۔

۴۔ **محمد صادق:** یہ قادیانیوں کا بہت بڑا مفتی تھا۔ اسکی ایک کتاب کا نام ”خادم خاتم النبیین“ ہے۔

**عقائد:** ۱۔ ان قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ غلام احمد قادیانی مسیح موعود تھا۔

۲۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ رکھتا ہے، نماز پڑھتا ہے، جاگتا ہے، سوتا ہے، اور نعوذ باللہ فی

ذک ظالموں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ ہمسٹری بھی کرتا ہے۔ (جبکہ اللہ تعالیٰ ان یہودہ حرکات سے مبرا اور بے عیب ہے)

۳۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ابھی نبوت ختم نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حسب ضرورت انبیاء بھیجتا ہے اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ غلام احمد تمام رسولوں سے افضل ہے۔  
۴۔ قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انکی کتاب کا نام ”الکتب المبین“ ہے۔ جو آسمان سے نازل ہوئی ہے اور قرآن کے علاوہ ہے۔

۵۔ ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ غلام احمد کے یار و دوستوں کا مقام صحابہ کبیر ح ہے۔ نعوذ باللہ  
۶۔ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قادیان مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ سے افضل ہے اور ان کی طرح ہی مقدس ہے۔ ان کا حج بھی قادیان ہی میں ہوتا ہے۔

۷۔ قادیانیوں کے نزدیک یہ مسلمان کافر ہے الا یہ کہ وہ یہودی بن جائے اس طرح انکے نزدیک وہ بھی کافر ہے جس نے غیر قادیانی سے شادی کی یا کروائی۔

۸۔ قادیانیوں کے نزدیک شراب، انیوں اور دوسری نشہ آور اشیاء استعمال کرنا جائز ہے۔

**پھیلاؤ اور اثر و رسوخ کے مقامات:** فی الحال اکثر قادیانی ہندوستان اور پاکستان میں رہتے ہیں۔ انکی مختصر تعداد اسرائیل اور عرب ممالک میں بھی رہتی ہے۔ استعماری قوتوں کیساتھ تعاون کرنے کیلئے قادیانی چوبیس گھنٹے مستعد رہتے ہیں۔ تاکہ جہاں جہاں وہ ٹھہرے ہوئے ہوں وہاں کے حساس مراکز قادیانیوں کے زیر اثر آجائیں۔ مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں۔

کتاب	مصنف	کتاب	مصنف
القادیانیت	احسان الہی ظہیر	فتنہ قادیانیت	عتیق الرحمن عتیق (سابق قادیانی)
تاریخ قادیانیت	ثناء اللہ امرتسری	المذہب القادیانی	الیاس برنی
سوداء القادیانیت	محمد علی امرتسری		

## تذکرہ معراج

دوسرے مذاہب میں حسین شاکر (درجہ سابع)

جب بھی رجب کا چاند طلوع ہوتا ہے تو ہم خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کے سات آسمانوں سے پارسفر معراج کا تذکرہ بڑے ذوق و شوق سے کرتے ہیں۔ یہ بات کتنی ہی قابل سعادت ہے کہ اس گئے گزرے دور میں کہ جس میں مغرب کے متجاہل و بے وقوف مستشرقین دین اسلام قرآن کریم سمیت پیامبر امن ﷺ کے پاکیزہ ترین کردار پر مبنی بر جہالت (نکتہ چینیان کر رہے) چہ گویاں کر رہے ہیں ہم سابقہ ادیان و ائم کی مقدس کتب، برگزیدہ نوشتوں اور دساتیر سماویہ میں بیان کردہ نبی آخر الزمان کی بشارات و صفات کا تذکرہ ان (مستشرقین) کی مذہبی کتب اور ائم گذشتہ کے صحف پارینہ سے کریں۔

اور وہ (مستشرق) اس سے بے خبر ہیں کہ نبی آخر الزمان ﷺ کے ذاتی و صفاتی اسمائے مبارکہ آپ ﷺ کی صورت و سیرت، آپ ﷺ کے معجزات اور وطن و اصحاب رضی اللہ عنہم کا ذکر خیر ان کے قانونی صحائف (تورات، زبور، انجیل، وید اور ژنداوستا) اور غیر سماوی یا غنائوی صحائف (کتب خفیہ یا پوکریفا، پوران، اپانشد اور دساتیر) ان کی عام کتب اور خفیہ مسودے کہ جنہیں مختص و متبحر علماء ہی جانتے ہیں ان میں لاکھ قطع و برید کے باوجود تا حال پورے تزک و احتشام سے موجود اور محفوظ ہیں۔

خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین کے معراج کا تذکرہ اہل کتاب کی کتب مقدسہ میں بہت واضح طور پر کیا گیا ہے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے جو کہ ان کے نزدیک آخر الزمان نبی ہیں معراج کا دعویٰ نہیں کرتے۔ کتب اہل کتاب میں مذکورہ واقعہ ہذا قرآن و حدیث میں بیان کردہ واقعہ معراج سے مکمل طور پر مناسبت و مطابقت رکھتا ہے۔

اولاً: ہم اس معجزے کا تذکرہ قرآن و سنت میں سے کرتے ہیں۔

(۱) اللہ رب العزت نے معراج کے متعلق فرمایا ہے۔



﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ﴾

”اور اس (رسول ﷺ) نے اسے (جبریل علیہ السلام کو) دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہی کے پاس

دیکھا کہ جس کے پاس جنت الماویٰ ہے“

تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محولہ بالا آیات نبی آخر الزمان کے معراج اور آپ ﷺ کے جبریل امین علیہ السلام کو ساتویں آسمان پر ان کی اصلی حالت میں دیکھنے کے بارے میں ہیں۔

(۲) امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت شریک بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

ایک رات رسول اللہ ﷺ کو مسجد حرام سے معراج کروائی گئی ..... پھر جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کو ساتھ لیے آسمان دنیا پر چڑھے پھر جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھٹکھٹایا، آسمان والوں یعنی فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ تو اس نے کہا جبرائیل، انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ ﷺ کو مبعوث کر دیا گیا ہے؟ کہنے لگے ہاں! انہوں نے مرحبا کہا پھر انہوں نے سارے آسمان والوں کو آپ ﷺ کی خوشخبری سنائی.....

پھر جبرائیل آپ ﷺ کو ساتھ لیے ساتویں آسمان پر چڑھے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا جس طرح پہلے آسمانوں والوں نے کہا تھا کہ جن میں انبیاء کرام علیہم السلام تھے۔ پھر جبرائیل آپ ﷺ کے ساتھ اس آسمان سے بلند ہوئے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ جبرائیل سدرۃ المنتہی پر پہنچے۔ پھر وہ اللہ رب العزت کے قریب ہوئے پھر اللہ نے وحی کی کہ آپ ﷺ کی امت پر ایک دن رات میں پچاس نمازیں فرض ہیں..... الخ (بخاری: ۷۵۱۷)

(۳) موجودہ اور متداول نسخہ تورات میں نبی آخر الزمان ﷺ کی ان صفات کے بارے میں صحیفہ دانیال میں دو آیات وارد ہوئی ہیں کہ آپ ﷺ آسمانوں کی طرف چڑھے اور اللہ رب العزت سے ملاقات فرمائی۔

(اصل عبارت)

(۱) میں نے رات کو رؤیا (خواب) میں دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدم زاد (موعود نبی) کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا اور قدیم الایام تک پہنچا۔ وہ اسے اسکے حضور لائے اور سلطنت اور حشمت اور مملکت اسے دی گئی تاکہ سب لوگ اور امتیں اور اہل لغت (تمام زبانوں والے) اس کی خدمت گزاری کریں اس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہے گی اور اس کی مملکت لازوال ہوگی۔ (صحیفہ دانیال ۷: ۱۳ تا ۱۶)

عیسائی حضرات اپنے اعتقاد کے مطابق ان آیات کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ اس سے مراد جناب مسیح کے ناسوت کا استعاراتی عروج ہے۔ جو کہ زندگی کے مختلف ادوار میں انہوں نے طے کیا یہاں تک کہ وہ آسمان پر مستقل خدا کی طرح ٹھہرے۔

یہ بات پیش نظر ہے کہ جناب عیسیٰ مسیح ان کے نزدیک اس مرحلہ ناسوت میں آخر الزمان نبی ہیں۔ اسی لیے کتاب مقدس (بائبل) کے مفسرین نے جب اس معراج کا تذکرہ کیا تو اس سے ”استعاراتی عروج“ مراد لیا اور جناب عیسیٰ کے لیے مطلق طور پر معراج کا دعویٰ نہیں کیا جبکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزدیک نبی آخر الزمان ہیں۔

لیکن متداول وغیر متداول اناجیل میں عیسائی مفسرین کے اس مزعومہ مرحلے کا کوئی تذکرہ نہیں جو کہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ ان کی یہ تفسیر بے بنیاد ہے۔ بلکہ مذکورہ بالا آیات میں تو یہ بات صراحت کے ساتھ ہے کہ اس نبوت والا منتظر موعود نبی عنقریب رب العزت کے قریب ہوگا۔

اس بات کی واضح مطابقت نبی ﷺ کی اس حدیث کے ساتھ ہے جس کا ذکر ہم نے کچھ دیر قبل کیا تھا۔  
 ((وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى))

صحیح بخاری (۷۵۱۷)

زبور میں معراج کا تذکرہ کچھ یوں ہے۔

(۲) خدا کے لیے گاؤ اس کے نام کی مدح کرو (صحرا) ”بادل آسمان“ کے سوار کے لیے شاہراہ تیار کرو اس کا نام ”یاہ“ ہے اور تم اس کے حضور شادمان ہو۔ خدا اپنے مقدس مکان میں یتیموں کا باپ اور یتیموں کا دادرس ہے۔ خدا تمہارا کو خاندان بخشتا ہے۔ (زبور ۶۸: ۴، ۶)

غور طلب بات ملاحظہ فرمائیے کہ مذکورہ بالا آیات میں لفظ ”صحرا“ کا ترجمہ بائبل کے مختلف طبقات (EDITIONS) میں کئی طور پر مختلف ہے کہیں انگریزی ایڈیشن میں (rvs) میں اس کا ترجمہ ”بادل“ ملتا ہے اور کہیں (king james) ایڈیشن میں ”آسمان“ اور انارکلی لاہور کے ایڈیشن میں ”صحرا“ وارد ہوا ہے۔



اس اختلاف کی وجہ سے ہمیں اصل عبرانی لفظ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اصل عبرانی لفظ ( ) ”عرفات“ ہے جس کے لغوی معنی آسمان پر چڑھنا اور اس کی طرف بلند ہونا ہے مگر عام طور پر یہود اس سے ساتواں آسمان مراد لیتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سا منتظر و موعود نبی ہے جو اس مکان (عرفات) پر سوار ہونے والا ہے..؟ کون تئیموں کا باپ اور بیواؤں کا دادرس ہے...؟ وہ معراج والے عرفات پر سوار ہونے والے عہد کے رسول محمد ﷺ ہیں اب ذرا ان دو سوالوں کا جواب سیدہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کی زبانی سننے پہلی وحی کی آمد پر آپ ﷺ سے اس طرح گویا ہوئیں کہ: ”اللہ آپ ﷺ کو کبھی بھی پریشان نہیں کرے گا کیونکہ: ((اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحْمَہَ))

”آپ ﷺ صلہ رحمی فرماتے ہیں“

((وَتَحْمِلُ الْکَلَّ))

”کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں“

((وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ))

”محتاجوں کی دادرسی کرتے ہیں۔“ (بخاری: ۳)

(۳) اہل کتاب کے خفیہ مخطوطات (apocrypha) میں بھی نبی آخر الزمان ﷺ کے معراج کی

واضح نص موجود ہے جناب اشعیاء کے صحیفے ”اسراء اشعیاء“ میں اس طرح موجود ہے:  
 ”میں نے رویا (خواب) میں دیکھا کہ کس طرح میا (اہل کتاب کے نزدیک آخر الزمان  
 نبی) ساتویں آسمان پر چڑھا جہاں صدیقین اور فرشتے اس کی عظمت بیان کرتے ہیں۔“

اسراء اشعیاء (۱۱: ۳۲-۳۵)

ہندو کتب میں بھی آپ ﷺ کے ذاتی و صفاتی اسمائے مبارکہ آپ ﷺ کے پرامن وطن، آپ کے  
 شہل و اوصاف اور آپ ﷺ کے مقدس و پاکباز اصحاب کا تذکرہ انتہائی صراحت و وضاحت کیساتھ  
 موجود ہے۔ ان ہی بشارات میں سے ایک جگت گروا تم ادتار ﷺ (خاتم النبیین) کی معراج  
 کا ذکر خیر بھی آتا ہے۔

اتھروا وید کے بیسیوں باب میں وارد کچھ اہم ترین منتروں کے مجموعے کو کتھاپ سوکت کہا جاتا ہے  
 ۔ کتھاپ سوکت میں رسول اللہ ﷺ کی بہت سی پیش گوئیوں میں  
 سے ایک آپ ﷺ کے معراج کے بارے میں بھی ہے مضمون کی طوالت کے خوف سے ہم باقی  
 صفات اور پیش گوئیوں کو قلم زد کرتے ہیں آپ ﷺ کے معراج کا تذکرہ کچھ اس طرح ہے کہ:  
 ”جس کی سواری میں دو خوبصورت اونٹیاں ہیں اس کی رتھ یا مرتبے کی بلندی تیز روی سے آسمان  
 کو مس کر کے نیچے اترتی ہے۔“ اتھروا وید کاند: (۲۰ سوکت: ۱۲۴ منتر: ۲)

محولہ بالا منتر میں مذکورہ ”رشی“ یعنی آخر الزمان نبی ﷺ کے عربی رسول ہونے کا ذکر کنایہ کیا گیا ہے  
 کیونکہ ہندوستانی رشیوں کے لیے از روئے قواعد ہر شاستر جس طرح اونٹ کا گوشت اور دودھ منع ہے  
 (دیکھئے منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۱۸ اور ۱۸) اسی طرح ان کے لیے اونٹ کی سواری بھی منع ہے۔  
 منوسمرتی میں یہ حکم اس طرح ہے کہ: ”اونٹ اور گدھے پر رضا مندی سے سواری اور پانی میں برہمن  
 غسل سے برہمن ناپاک ہو جاتا ہے اور ”پرانا یم“ یعنی جس دم سے پاک ہوتا ہے۔“

(منوسمرتی ادھیائی ۱۱: اشلوک: ۲۰۱)

ان باتوں سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ یہ رشی عرب کا موعود رشی ہے نہ کہ ہندوستان کا۔ منتر کے  
 دوسرے حصے میں انتہائی وضاحت کے ساتھ آپ ﷺ کی رتھ اور مرتبہ کی بلندی کا تیزی سے آسمان

کو چھونے سے مراد آپ ﷺ کا معراج ہے آپ ﷺ نے اس بات کو یوں ذکر فرمایا:  
 ((ثُمَّ صَعِدَ بِي فَوْقَ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ))

”پھر مجھے ساتوں آسمانوں سے اوپر چڑھایا گیا“ بخاری (۳۵۹۸) والنسائی (۴۴۶) وابن حبان (۴۸)  
 ((انْتَهَيْتُ إِلَى السَّدْرَةِ)) ”یہاں تک کہ میں سدرة المنتھی پر پہنچا“

مسند احمد (۱۲۸/۳) والسنة لابن ابی عاصم (۵۹۱)

بھاگوت پوران میں آپ ﷺ کے معراج کا واقعہ کچھ اس طرح ذکر ہے کہ: ”کلکی اوتار کو ایک اڑنے والا گھوڑا دیا جائے گا جو بجلی سے بھی تیز ہوگا اور یہ اس پر سوار ہو کر زمین کی اور ساتوں آسمانوں کی سیر کرے گا“۔ (بھاگوت پوران: اسکند ۱۲، ادھیائی ۲، اشلوک ۱۹، ۲۰)

رسول اللہ ﷺ نے براق کا تذکرہ کچھ یوں فرمایا کہ:

”براق میرے پاس لایا گیا وہ ایک سفید اور لمبا جانور تھا گدھے سے بڑا اور نچر سے چھوٹا جانور تھا اور بھاگتے ہوئے اپنا قدم اپنی انتہائے نگاہ پر رکھتا تھا آپ ﷺ نے فرمایا جب میں بیت المقدس پہنچا تو میں نے اسے اس کڑے سے باندھ دیا جہاں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔“ (بخاری مع الفتح: ۱۰/۷۳)

مذکورہ بالا منتر میں مذکور گھوڑا دراصل براق ہی ہے جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔ نیز ہندوؤں کے نزدیک کلکی اوتار کے گھوڑا سفید ہے کلکی اوتار کے گھوڑے کی تصویر آپ (www.hinduwebsite.com) میں کلکی اوتار کے مقالات میں دیکھ سکتے ہیں اس کی ہیئت اوپر والی حدیث میں بیان کردہ براق سے بالکل مشابہ ہے۔

اس منتر میں اسراء (مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ) کا تذکرہ بھی ہے اور معراج (ساتوں آسمانوں کی سیر) کا ذکر بھی ہے۔ ﴿وَلَقَدْ لَفِيَ زُجْرًا وَأَوَّلَيْنِ﴾۔

**شعر** اولیس سیف اللہ لاہور (کلاس: قاری عبدالسلام سیاف)

بتوں کے شہر میں جا کر اللہ کا نام لکھ دینا جہاں لکھا ہو کفر وہاں اسلام لکھ دینا  
 اگر وہ صلح کے پھولوں کو پاؤں میں مسل ڈالے تو شاخ گل کی ہر پتی پر قتل عام لکھ دینا

## تفسر القرآن

(سوالا جوابا)

محمد عظیم حاصیل پوری (مدرس جامعہ ہذا)

**سوال:** کیا سورہ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنا ضروری ہے؟

**جواب:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”جب نبی کریم ﷺ سورۃ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے“

ابن خزیمہ (۲۵۶/۱) وصحیحہ الحاکم (۸۱۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب امام (غیر المغضوب علیہم ولا الضالین) کہے تو تم آمین کہو“

صحیح بخاری، الاذان (۷۸۲) ومسلم (۴۱۰)

**سوال:** آمین کا کیا معنی ہے۔؟

**جواب:** آمین کے کئی ایک معانی ہیں

① اللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ ”اے اللہ! تو قبول فرما“

② رَبِّ افْعَلْ ”اے اللہ! تو کام کر دے“

③ كَذَلِكَ فَلْيُكُنْ ”اے اللہ! اسی طرح ہی ہو جائے“

**سوال:** کیا مقتدی بھی آمین کہیں گے، آہستہ یا اونچی آواز سے۔؟

**جواب:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمْنُوْا) ”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو“

بخاری، الاذان (۷۸۰) ومسلم (۴۱۰)

مقتدی آہستہ قراءت کے وقت آہستہ آمین اور بلند قراءت کے وقت بلند آمین کہیں گے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (وَلَا الضَّالِّیْنَ) پڑھتے تو بلند آواز سے

ابوداؤد، الصلاة (۹۳۲) وتر مذی (۲۴۸) صحیح

آمین کہتے۔

**سوال:** آمین کہنے کا کیا ثواب ہے؟

**جواب:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب امام آمین کہے تو تم (مقتدی) بھی آمین کہو (اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں) تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کیساتھ مل گئی اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے“

بخاری، الاذان (۷۸۰) و مسلم (۴۱۰)

**سوال:** سورہ بقرہ کی وجہ تسمیہ اور کیا یہ سورت کی ہے یا مدنی ذکر کریں؟

**جواب:** اس سورت میں اگے چل کر گائے کا واقعہ بیان ہوا ہے اس لیے اس کو البقرہ (گائے کے واقعہ والی سورت کہا جاتا ہے)۔ نزول کے اعتبار سے یہ مدنی دور کی ابتدائی سورتوں میں سے ہے البتہ اس کی بعض آیات حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئیں۔

**سوال:** سورہ بقرہ کی آیات و رکوع اور کلمات و حروف بتائیں؟

**جواب:** اس کی آیتیں دو سو ستاسی ہیں اور رکوع چالیس ہیں۔ جبکہ اس کے کلمات چھ ہزار دو سو اکیس ہیں۔ اس کے حروف ساڑھے پچیس ہزار ہیں، نیز بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس میں ایک ہزار خیریں ہیں اور ایک ہزار حکم ہیں اور ایک ہزار کاموں سے ممانعت ہے۔ تفسیر ابن کثیر (۷۹/۱)

**سوال:** سورت بقرہ کی فضیلت کیا ہے...؟

**جواب:** ۱۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۃ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا باعث برکت اور چھوڑنا

باعث حسرت ہے۔ مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل قراءة القرآن... (۸۰۴)

۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے شیطان اس گھر سے دور بھاگ

جاتا ہے۔ مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب صلاة النافلة فی... (۷۸۰)

۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں روایت کرتے تھے کہ ایک دن جب کہ وہ (یعنی اسید) رات میں سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے ان کا گھوڑا جوان کے قریب ہی بندھا تھا اچانک اچھلنے کودنے لگا چنانچہ انہوں نے پڑھنا بند کر دیا (تاکہ دیکھیں کیوں اچھل کود رہا

ہے) گھوڑے نے بھی اچھل کود بند کر دی۔ (اسید نے یہ سوچ کر کہ یونہی اچھل کود رہا ہوگا) پھر پڑھنا شروع کر دیا گھوڑا بھی پھر اچھلنے کودنے لگا وہ پھر رک گئے تو گھوڑا بھی رک گیا، پھر جب انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑے نے اچھل کود شروع کی (اب انہیں احساس ہوا کہ گھوڑے کی اچھل کود یوں ہی نہیں ہے بلکہ اس کی خاص وجہ ہے) چنانچہ انہوں نے پڑھنا موقوف کر دیا (اتفاق سے) ان کا بچہ جس کا نام یحییٰ تھا گھوڑے کے قریب ہی تھا انہیں خوف ہوا کہ کہیں گھوڑا (اس اچھل کود میں) اس بچہ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا دے اس لیے وہ اٹھ کر گھوڑے کے پاس گئے تاکہ بچہ کو وہاں سے ہٹا دیں جب انہوں نے بچہ کو وہاں سے ہٹایا اور ان کی نظر آسمان کی طرف اٹھی تو اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ بادل کی مانند کوئی چیز ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اسید رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ حزمی تم پڑھتے رہتے۔ اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو پکڑ لے کیونکہ یحییٰ گھوڑے کے قریب ہی تھا چنانچہ جب میں یحییٰ کی طرف پھرا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی چیز بادل کی مانند ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں پھر میں تحقیق حال کے لئے اپنے گھر سے باہر نکلا مگر وہ چراغاں مجھے پھر نظر نہیں آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو وہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! فرمایا: وہ فرشتے تھے جو تمہاری قرات کی آواز سننے کے لئے قریب آ گئے تھے اگر تم اسی طرح پڑھتے رہتے تو اسی طرح صبح ہو جاتی اور لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور وہ فرشتے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہوتے۔ بخاری، فضائل القرآن، باب نزول السکینۃ..... (۵۰۱۸) (مسلم ۱۸۵۹)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ دورِ شنِ سورتوں [سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران] کی تلاوت کیا کرو۔ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن سایہ دار بادلوں یا ہلکے بادلوں یا پرندوں کی دو ٹولیوں کی شکل میں ہوں گی جنہوں نے اپنے پروں کو پھیلا یا ہوا ہوگا، یہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے (اللہ تعالیٰ سے) جھگڑا کریں گی (اور انہیں جنت میں داخل کرائیں گی)۔ مسلم، صلاۃ المسافرین..... (۸۰۴)

**سوال:** حروفِ مقطعات کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** حروفِ مقطعات یعنی علیحدہ علیحدہ پڑھے جانے والے حروفِ ان کے معنی کے بارے میں کوئی

مستند روایت نہیں ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَوَادِّهِ ، البتہ یہ ضرور مروی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا تو اس کے لیے ہر حرف کے عوض ایک نیکی جو دس نیکیوں کے برابر ہے (یعنی قرآن کے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں) میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (یعنی الم کہنے میں تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں)۔“ ترمذی، ثواب القرآن (۲۹۱۰) والدارمی (۳۳۰۸) والصحیحۃ (۶۶۰)

بعض لوگوں نے ان حروف مقطعات کو سورتوں کے نام اور بعض نے انہیں اللہ کے اسماء میں شمار کیا ہے

**سوال:** کیا قرآن صرف مومنوں کے لیے ہدایت ہے۔۔؟

**جواب:** ویسے تو یہ کتاب الہی تمام انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل ہوئی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿وَهَدَىٰ لِلنَّاسِ﴾ ”یہ تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے“

لیکن اس چشمہ فیض سے سیراب صرف وہ ہی لوگ ہونگے، جو آب حیات کے متلاشی اور خوف الہی سے سرشار ہوں گے۔ جن کے دل میں مرنے کے بعد اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر جواب دہی کا احساس اور اس کی فکر ہی نہیں، اس کے اندر ہدایت کی طلب، یا گمراہی سے بچنے کا جذبہ ہی نہیں ہوگا تو اسے ہدایت کہاں سے اور کیوں کر حاصل ہو سکتی ہے۔

لہسن، پیاز اور بد بودار کوئی چیز کھا کر مسجد میں جانے کی ممانعت

قاری طیب اسلم (شعبہ: تجوید قرآعت)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص اس درخت سے یعنی لہسن کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے“

صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب ماجاء فی الثوم

نوٹ: اب نمازی حضرات کو چاہیے کہ حقہ اور سگریٹ پی کر بھی مسجد میں نہ آئیں کیونکہ اس کی بدبو رحمت کے فرشتوں کو بھی تنگ کرتی ہے۔

## بزرگوں کی باتیں

پانچویں قسط

ابن مردین

ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ

ایک آدمی کے پاس آئے وہ مسجد میں حالت سجدہ میں رو رہا تھا اور رو کر دعائیں کر رہا تھا اس کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے۔

((أَنْتَ أَنْتَ أَبُو كَانَ هَذَا فِي بَيْتِكَ))

”تو... تو... ایسی ہی حالت میں ہوتا اگر تو اپنے گھر میں ہوتا...؟“

نزهة الفضلاء (۱/ ۲۸۱)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

نے ایک آدمی کو دیکھا وہ اپنی گردن جھکائے راستے میں چل رہا تھا (تو انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے...؟ وہ کہنے لگا یہ عجزی اور خشوع ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا)

((يَا صَاحِبَ الرَّقَبَةِ اِرْفَعْ رَقَبَتَكَ لَيْسَ الْخُشُوعُ فِي الرَّقَابِ إِنَّمَا الْخُشُوعُ فِي

الْقُلُوبِ))

”اے گردن جھکا کے چلنے والے! اپنی گردن کو اوپر اٹھا کے چل گردن جھکانے سے خشوع حاصل نہیں ہوتا عجزی دلوں میں ہوتی ہے“

احياء علوم الدين (۲/ ۲۹۶)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

کا قول ہے، کہ ریا کاری کی تین علامات ہیں۔

۱۔ ((يُغَسِّلُ إِذَا كَانَ وَحْدَهُ))

”اکیلا ہوگا تو ست ہوگا“



۲۔ ((وَيَنْشُطُ إِذَا كَانَ فِي النَّاسِ))

”لوگوں میں ہوگا تو چستی دیکھائے گا“

۳۔ ((وَيَزِيدُ فِي الْعَمَلِ إِذَا أُثْنِيَ عَلَيْهِ وَيَنْقُصُ إِذَا ذُمَّ))

”اگر کوئی اسکی تعریف کرے تو بہت زیادہ کام کرے گا اگر کوئی مذمت کرے تو کام بہت کم کرے گا“

احیاء علوم الدین (۲۹۶/۳)

**فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں**

((كَانُوا يَرَاءُ وَنَ بِمَا يَعْمَلُونَ وَصَارُوا الْيَوْمَ يَرَاءُ وَنَ بِمَا لَا يَعْمَلُونَ))

”پہلے لوگ وہ دیکھتے تھے جو عمل کرتے تھے اب تو لوگ وہ دیکھانے کی کوشش کرتے ہیں کوانہوں نے کیا نہیں ہوتا“

احیاء علوم الدین (۲۹۶/۲، ۲۹۷)

**الاعمش رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ**

((كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى يُصَلِّي فَاذَا دَخَلَ الدَّخْلُ نَامَ عَلَى فِرَاشِهِ))

”عبدالرحمن بن ابی لیلی رات کو نماز پڑھا کرتے تھے لیکن جب ان کے پاس کوئی آدمی آتا تو فوراً بستر پر لیٹ جاتے (تا کہ ریاکاری نہ ہو جائے)“

نزہۃ الفضلاء (۱/۳۵۷)

**عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی حسین رحمہ اللہ**

کہتے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا۔

((يَا بُنَيَّ لَا تَعْلَمْ الْعِلْمَ لِتَبْتَهِى بِهِ الْعُلَمَاءُ))

”اے بیٹے! علم اس لیے مت سیکھ کہ تو اس کیساتھ علماء پر فخر کریگا“

((أَوْ تَمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءُ))

’یا بیوقوف سے جھگڑا کریگا‘

((وَتَرَأَىٰ فِي الْمَجَالِسِ))

’اور مجلسوں میں ریا کاری کریگا‘

مسند احمد (۱۶۵۱) (۳/۱۶۵۰) قال الشيخ احمد شاکر هذا الشطر بلاغ عن

لقمان و حسین حدیثاً

### ابوسلیمان الدّرانی کا قول

((إِذَا أَخْلَصَ الْعَبْدُ انْقَطَعَتْ عَنْهُ كَثْرَةُ الْوَسَاوِسِ وَالرِّيَاءِ))

’جو بندہ اپنے عمل میں مخلص ہوتا ہے خیالات و وسوساں اور ریا کاری اس سے ختم ہو جاتی ہے‘

مدراج السالکین (۲/۹۶)

### ایوب السخّیانی رحمہ اللہ

((يَقُومُ اللَّيْلُ كُلَّهُ فَيُخْفِي ذَلِكَ فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الصُّبْحِ رَفَعَ صَوْتَهُ كَأَنَّهُ قَامَ تِلْكَ

السَّاعَةَ))

’وہ ساری رات قیام للیل کیا کرتے تھے اور اس بات کو مخفی رکھتے تھے۔ اگر کوئی صبح کے

وقت انہیں اونچی آواز دیتا تو اس طرح کھڑے ہوتے جیسے کہ ابھی بستر سے اٹھے ہوں‘

نزہۃ الفضلاء (۱/۵۱۴)

### سیدنا عمر بن الخطاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں

تین چیزیں بڑی مصائب سے ہیں۔

① ((جَارٌ مُّقَامَةً: إِنْ رَأَى حَسَنَةً سَتَرَهَا، وَإِنْ رَأَى سَيِّئَةً أَذَاعَهَا.))

’ایسا ہمسایہ جو اچھائی کو تو چھپا جائے مگر برائی دیکھے تو لوگوں میں نشر کر دے۔‘

② ((وَأَمْرًا: إِنْ دَخَلْتَ لَسَنَتَكَ، وَإِنْ غَبْتَ عَنْهَا لَمْ تَأْمَنْهَا.))

’ایسی عورت جب تو اس کے پاس جائے تو تجھ سے زبان درازی کرے اور تو موجود نہ ہو تو تو

اس (کے شر) سے امن میں نہ ہو۔“

③ (( وَسُلْطَانُ: إِنَّ أَحْسَنَ لِمَنْ يَحْمِلُكَ، وَإِنْ أَسَأْتَ فَكَفَّكَ ))

”اور ایسا حکمران کہ جب تو کوئی اچھا کام کرے تو تیری تعریف نہ کرے اور اگر تم سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو تمہیں قتل کر دے۔“ عیون الأخبار لابن قتیبة (۵/۴)۔

### سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

ابن عبدالکحیم بیان کرتے ہیں کہ

”سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ سے سفر کے لیے نکلنے لگے جبکہ چاندان دنوں ”برج عقرب“ میں تھا۔ میں نے اس سے بدشگونیاں لیتے ہوئے ان کی اس وقت روانگی کو ناگوار سمجھا اور ان سے کہا کہ آج رات چاند کیسی خوبصورتی سے چمک رہا ہے۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے چاند کی طرف دیکھا تو (میرا مقصد بھانپ گئے) فرمایا: ”اس سے تمہاری مراد یہ ہے کہ چاند ”عقرب“ میں ہے اور مجھے اس وقت سفر کے لیے نہیں نکلنا چاہیے؟ تو سنو!..... ہم نا تو سورج کے بھروسے پر نکلتے ہیں اور نا ہی چاند کے بھروسے پر، بلکہ ہم تو اللہ وحدہ لا شریک جو قادر مطلق ہے پر بھروسہ کر کے سفر کرتے ہیں۔“

مجموع الفتاوی لابن تیمیہ (۱۸/۱۰۹)۔

[بدشگونیوں اور شرک و بدعت جیسی بیماریوں کے خطرناک نقصانات سے چھٹکارہ پانے کے لیے ہمارے لیے ہمارے سلف صالحین کے عمل مشعل راہ ہیں]

### سید قطب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

”بلاشبہ فراغت انسان کی پوشیدہ صلاحیتوں اور توانائیوں کو برباد کر دیتی ہے۔ ابتداء میں انسان فراغت کے لمحات گزارنے کے لیے اپنی حیات بخش صلاحیتوں کو منتشر اور برباد کرتا ہے، پھر وہ فراغت کے لمحات گزارنے کے لیے نقصان دہ بلکہ اپنے اور دوسروں کے لیے باعث تکلیف مشغلوں کا عادی ہو جاتا ہے۔“ منهج التربية الإسلامية (۱/۲۰۶)

## اعجاز القرآن والحديث

آصف عرفان، حافظ نعیم (درجہ سابعہ)

اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

﴿وَهَئِذَا إِلَيْكَ بِجُذْءِ النَّخْلَةِ تَسَاقُطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا﴾ سورة المريم (۱۹/۲۵)

”اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی“

کھجور کی فضیلت کے بارہ میں بہت سی روایات رسول اللہ ﷺ سے وارد ہوئی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ((خَيْرُ تَمَرَاتِكُمُ الْبُرْنِيُّ يَذْهَبُ الدَّاءُ))

”تمہاری کھجوروں میں سے بہترین کھجور برنی (کھجور کی ایک قسم، پیلے رنگ کی گول کھجور) ہے، جو کہ

بیماری کو دور کرتی ہے“ حاکم (۴/۲۰۴) والجامع الکبیر (۱۳۷۳۷) وصحیح الجامع (۳۲۹۸)

رسول اللہ ﷺ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ کھجوروں سے افطاری کیا کرتے تھے۔ آپ کی افطاری میں تازہ کھجور (الرطب) اور تمر ہوا کرتی تھی۔ روزے دار شخص اپنے جسم سے ہی گلوکوز حاصل کرتا ہے خصوصاً جگر سے جو کہ گلوکوز کو اپنے اندر ذخیرہ (Store) کر لیتا ہے۔ سحری کھانے سے جو شوگر اور گلوکوز حاصل ہوتی ہے وہ چھ (6) گھنٹے تک کفایت کرتی ہے اس کے بعد جگر میں ذخیرہ شدہ شوگر و گلوکوز ہی کام آتی ہے۔ اسی لیے روزے دار جب خشک یا تر کھجور سے افطاری کرتا ہے تو کھجور فولاد، شوگر اور گلوکوز پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جلد ہی جگر اور خون میں جذب ہو جاتی ہے جو کہ تمام جسم میں گردش کرتا ہے اور خصوصاً دماغ تک پہنچتا ہے، اور پورے بدن سمیت دماغ کو تقویت بخشتا ہے۔

افطاری کھانے سے معدہ کھانے پینے کی اشیاء سے بھرا ہوتا ہے اس لیے آنتوں کو شوگر اور گلوکوز جذب کرنے کیلئے دو سے تین گھنٹے چاہیے ہوتے ہیں اس لیے فوری طور پر غذائی کمی کو پورا کرنے کیلئے دودھ اور کھجور کامل اور بہترین غذا ہیں۔ عرب کے بدوؤں کا گزارا اکثر خشک کھجور اور بکری کے دودھ پر ہوتا ہے اسی لیے وہ صحت مند اور سخت محنت کش ہوتے ہیں، اور انہیں امراض چاہے وہ چھوٹی ہوں یا بڑی کا بہت کم سامنا ہوتا ہے۔

کھجور خشک ہو کر دونوں ہی صورتوں میں بچے کی ولادت کے وقت ماں کو بہت تقویت اور فائدہ پہنچاتی ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم میں سیدہ مریم کو مخاطب کرتے ہوئے اسی بات کی طرف یہ اشارہ فرمایا ہے کہ: ”اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ“ (سورہ مریم ۱۹/۲۵)

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ولادت کے وقت عورت کی غذا میں کھجور کا استعمال بھی ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ سے بھی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَطْعَمُوا نِسَاءَكُمْ التَّمْرَ فَإِنَّ مَنْ كَانَ طَعَامُهَا التَّمْرَ خَرَجَ وَلَدُهَا حَلِيمًا))

”اپنی عورتوں کو کھجور کھلایا کرو، جس عورت کا کھانا کھجور ہوا تو اس عورت کا بچہ (بردار) پیدا ہوگا۔“

الجامع الکبیر (۳۳۸۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ فِي الْعَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً))

”یقیناً عجوہ میں بہترین شفاء ہے“ مسلم (۳۸۱۵) و مسند احمد (۱۵۸/۶)

کھجور سے روزہ افطار کرنا سنت مطہرہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو کھجور میسر ہے اسے اسی سے روزہ افطار کرنا چاہیے“ ابو داؤد (۲۳۵۵) و الترمذی (۶۵۳) و ابن ماجہ (۶۹۹)

### کھجور زہر کا تریاق:

حافظ البوعیم، امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام حاکم اور امام ذہبی نے اپنے اپنے طریق سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ:

((مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ))

”جس نے صبح کے وقت سات عدد عجوہ کھجوریں کھائیں تو اسے اس دن نہ جادو کا اثر پہنچے گا اور نہ زہر

کا۔“ بخاری (۵۲۲۶) (۵۰۲۵) و مسلم (۳۸۱۴) و ابو داؤد (۳۳۷۸)

زہر کے بارے میں ایک کامیاب علمی تجربہ ہو چکا ہے جب بھی انسانی جسم میں زہر داخل کیا گیا تو ایسے انزائمز ابھرے جو جگر کے خلاف عمل کرنے لگے۔ جب بھی زہر جسم میں داخل کیا جاتا وہ انزائمز

ابھرتے اور اپنا کام کرنے لگتے ہیں۔ جب اس تجربہ شدہ مریض کو روزانہ ایک ماہ تک کھجوریں کھلائیں تو اس بار وہ انزائمز نہیں ابھرے اپنی عام حالت میں رہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب اسے ایک سال تک متواتر اس نسخہ پر عمل کرایا گیا تو نتیجتاً انزائمز بالکل نہیں ابھرے اور یہ نسخہ واقعاً شفاء ثابت ہوا۔

اسی لیے جب خمیر میں آپ ﷺ کو زہر شدہ بکری کی دہی تناول کرنے کو دی گئی پتا چلنے پر آپ نے اسے اگل دیا۔ اسکے بعد آپ ﷺ روانہ سات عجوہ کھجوریں کھایا کرتے۔ اس وقت آپ ﷺ کو اس زہر نے تکلیف تو نہ پہنچائی اور زہر جلد کے نیچے جمع شدہ مادوں میں جمع ہو گیا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے ان فیٹس کے جمع ہونے والے مقام پر سیکنگی لگوائی۔

اس حدیث پر برطانیہ کی ایک اکیڈمک ایسوسی ایشن ”ٹیلی پیتھی“ نے کام کیا تو دوسری جانب اس سلسلہ میں King Abdul.Aziz University نے اپنے دراسات مکمل کیے یہ تمام تجربات حدیث النبوی کے عین مطابق ثابت ہوئے۔ اس سلسلے میں ایک یہودی محقق ”گولڈمین“ نے بھی تحقیق کی ہے کہ اگر آدمی سات عدد عجوہ کھجوریں روزانہ استعمال کرے تو یہ ہر قسم کے زہر کیلئے Detoxication یعنی تریاق ثابت ہوں گی۔

### کھجور اور جادو:

برطانیہ کی اکیڈمک ایسوسی ایشن (Telepathy) نے اس حدیث کے دوسرے ٹکڑے یعنی جادو سے بچاؤ پر اپنے محققین کی تحقیقات اپنے مجلے (Telepathy) میں تحریر کی ہیں۔ بہت جستجو کے بعد انہوں نے اس نسخہ پر متواتر عمل کرنے سے پیدا ہونے والی غیر مرئی شعاع جو کہ انسانی بدن سے نیلے رنگ میں نکلتی ہے دریافت کر لی۔ انہوں نے کہا مسلسل 12 گھنٹے تک نکلتی رہتی ہے۔ انہوں نے اس بات کا بھی انکشاف کیا ہے کہ جادو صرف آنکھوں پر ہی ہوتا ہے اور جادو تمام رنگوں پر اثر انداز ہوتا ہے سوائے نیلے رنگ کے۔ صبح کے وقت سات عدد عجوہ کھجوریں کھا لینے سے انسان میں وہ نیلی (غیر مرئی) شعاعیں پیدا ہوں گی جو کہ جادو کا توڑ ہوگی۔

## مقصد حیات، شعور حیات، تخلیق کا مقصد

حافظ محمد وسیم دہلوی (درجہ سابعہ)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق اور مستحق نہیں، صرف اللہ ہی وہ ذات ہے جو ساری کائنات کا  
اکیلا معبود ہے۔ معبود حقیقی صرف اور صرف اللہ رب العالمین ہے۔ مقصود بھی وہی ہے تو محبوب بھی وہی  
ہے۔ محبوب وہی ہے تو مطلوب بھی وہی ہے۔ وہ ذات ایسی طاقت اور قدرت والی ہے کہ کائنات کے  
سارے اختیارات اور انتظام و انصرام صرف اسکے ہاتھ میں ہیں۔ جب سب اختیارات کا وہ  
اکیلا مالک ہے تو امیدیں بھی اسی سے وابستہ ہونی چاہئیں اسی سے مانگنا اور اسی سے ڈرنا چاہیے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

”میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی و عبادت کریں“

سورة الذاریات (۵۶/۵)

انسان کے اندر فطری اور جبلی طور پر یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ اپنی تخلیق کے راز کو حاصل کرے۔ پتہ  
لگائے کہ اس کو پیدا کیوں کیا گیا ہے۔ اسکی پیدائش اور تخلیق کا مطلب و مقصد کیا ہے۔؟ اور وہ یہ  
معلوم کرے کہ اس مقصد کو کونسے ذرائع اور کونسے طریقوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔؟  
کیونکہ انسانی زندگی کو اسی مقصد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسکے بغیر زندگی بے چین، بے مقصد اور  
اضطراب کا شکار ہو جاتی ہے۔ اللہ رب العزت کے پاک کلام کے مطالعہ کرنے اور اسکو سمجھنے کے بعد  
یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جاتی ہے کہ ساری کائنات کی تخلیق کا صرف ایک ہی مقصد  
ہے۔ تمام کائنات کا مطلوب حقیقی ایک ہی ہے اور اسی مطلوب حقیقی کی تلاش اور جستجو میں ساری کائنات  
بے چین و متحرک اور بے تاب ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مطلوب حقیقی کون ہے۔؟ کہاں ہے۔؟ اس تک رسائی کیسے ممکن  
ہے۔؟ انسان کی فطرت اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ انسان جب عقل سلیم سے کام لیتا ہے۔ اپنے  
مقصد حیات پر غور و خوض کرتا ہے تو کمینگی انداز میں اسکے سوال کا جواب اسکے سامنے آ جاتا ہے۔ اہل

ذکر کو جب اخلاص کی کیفیت نصیب ہوتی ہے تو بے ساختہ ان کی زبان سے یہ جملہ بار بار نکلتا ہے۔

الہی انت مقصودی.....ورضاک مطلوبی

اسی حقیقت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

”اے لوگو! اس رب کی عبادت کرو جس نے تم سب کو پیدا کیا ہے۔“ سورة البقرة (۲۱/۲)

کیوں عبادت کرو؟ اس لئے کہ تم کو پیدا ہی عبادت کیلئے کیا ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ سورة الذاریات (۵۶/۵۱)

تو معلوم ہوا کہ رب العالمین مقصود حقیقی ہے اور اسکی عبادت مقصد حیات ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ

عبادت سے مراد کیا ہے؟

### عبادت کا مفہوم:

لفظ عبادت کی لغوی تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ عبادت دو چیزوں کا مجموعہ اور مرکب ہے۔

۱۔ بندگی کرنا، اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور کسی کے سامنے پامال ہونا یعنی جھک جانا۔

۲۔ محبت کرنا: اب اگر بندگی و اطاعت ہو لیکن محبت کا عنصر نہ ہو تو اسکو عبادت نہیں کہتے اور اگر صرف اور صرف محبت ہو لیکن اطاعت و فرمانبرداری نہ ہو۔

لَاِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ

جیسے کوئی اپنے والدین سے کہتا ہے کہ مجھے آپ سے محبت بہت ہے لیکن میں آپ کی بات نہیں مانوں گا۔ تو ایسی محبت بیکار ہے بے فائدہ ہے۔

جب محبت و اطاعت یکجا ہوتے ہیں تو اس مرکب کو عبادت کا نام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ آیت مذکورہ بالا کا مفہوم یہ ہوا کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں مجھ سے ہی محبت کریں اور میری ہی اطاعت کریں۔

**حصول مقصد کا طریق:** اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس مقصد کا حصول کیسے ممکن بنایا

جائے۔ اس کیلئے ہمیں رسول معظم ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنا ہوگا کیوں کہ آپ ﷺ کے



بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

”رسول اکرم کو ساری کائنات کیلئے ایک بہترین ماڈل اور نمونہ بنایا گیا ہے۔“

سورة الاحزاب (۲۱/۳۳)

رسول اکرم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی دور جو تیرہ سالوں پر محیط ہے اس میں لمحہ بھی ضائع کئے بغیر امت کو دین و دنیا کی بھلائیوں کی طرف دعوت دی۔ لوگوں کو مقصد حیات سے متعارف کروایا اور بتایا کہ جب تک بندگی و اطاعت کا نمونہ پیش نہ کرو گے زندگی کے مقصد کو پانہ سکو گے۔ اللہ رب العزت نے بھی قرآن مجید میں اسی بات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بار بار اسی بات کو بیان فرمایا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ﴾

”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو“ سورة النساء (۵۹/۴)

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تو سمجھ میں آگئی اب سوال یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی اطاعت کیسے کی جائے۔ قرآن مجید میں خود اللہ و الجلال نے اس مشکل کا حل اور اس سوال کا جواب بیان فرمایا:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾

”جس نے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

سورة النساء (۸۰/۴)

عبادت و بندگی اطاعت ہے اور یہی انسانی زندگی کا مطلوب و مقصود ہے۔

اللہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مثادے اپنی ہستی کو گر کچھ مرتبہ چاہیے

کہ دانہ خاک میں ملکر گل و گلزار ہوتا ہے

## بدترین عورت

غضنفر اقبال (درجہ سابعہ)

آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَسَرُّ نِسَائِكُمْ، الْمُتَبَرِّجَاتُ، الْمُتَحَيَّلَاتُ، وَهِنَّ الْمُنَافِقَاتُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهُنَّ إِلَّا مِثْلُ الْغُرَابِ الْأَعْصَمِ))

”اور تمہاری بدترین خواتین بے پردہ اور غرور و تکبر کرنے والی خواتین ہیں اور یہ منافق عورتیں ہیں۔ خواتین میں سے سرخ چوچ اور سرخ پاؤں والے کتے کے برابر عورتیں ہی جنت میں داخل ہوں گی۔“

السنن الکبریٰ للبیہقی (۸۲/۷) و السلسلة الصحيحة (۴/۶۶۴) (۱۸۴۹) صحیح

حدیث مبارکہ میں دو طرح کی خواتین کو بدترین خواتین میں شمار کیا گیا ہے۔ بے پردہ اور متکبر ”الْمُتَبَرِّجَاتُ“ اس سے مراد وہ خواتین ہیں جو نامناسب لباس زیب تن کر کے محفلوں اور بازاروں میں چلی جاتی ہیں، اور اپنے نسوانی خال و خد سے ہوس بھری نگاہوں کو تسکین پہنچاتی ہیں اور انہیں محظوظ کرتی ہیں۔

اس مذکورہ بالا حدیث کی وضاحت اور تشریح نبی کریم ﷺ کے ایک واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ حج یا عمرے کے لیے سفر کے دوران سیدنا عمر و بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک گھائی پر تھے کہ آپ ﷺ نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

”دیکھو! کیا تم لوگوں کو کچھ دکھائی دے رہا ہے؟“..... ہم نے عرض کیا کہ ہمیں کتے نظر آ رہے ہیں، ان میں سرخ چوچ اور سرخ پاؤں والا کتا بھی ہے۔..... آپ ﷺ نے فرمایا: ”سارے کتوں میں اور اس سرخ چوچ اور سرخ پاؤں والے کتے کا جو تناسب ہے، اسی تناسب سے عورتیں جنت میں داخل ہوں گی۔“

مذکورہ بالا حدیث ہمیں ان بیماریوں اور عیوب کی سنگینی کو پوری طرح واضح کر کے سامنے کرتی ہے کہ ایسی خواتین جو بے حیائی اور بے پردگی کی مرتکب ہوتی ہیں پارٹیوں میں اور بازاروں میں مردوں کے ساتھ کھلے عام ان کا میل جول ہوتا ہے اور پھر جن خواتین میں تکبر اور خود ستائی جیسی بیماری ہوتی ہے ایسی خواتین ابدی زندگی کی تمام نعمتوں سے محروم کر دی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے دور ہوں گی۔

میری مسلمان بہنوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ پردہ انہیں ان زہر آلود نگاہوں سے تحفظ فراہم کرتا ہے جو بیمار دلوں اور ہوس کے پجاریوں سے صادر ہوتی ہیں۔ لہذا ان کو پردہ کا اہتمام کرنا چاہیے اور ان باطل اور لالچی پروپیگنڈوں پر توجہ نہیں دینا چاہیے جو پردہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں ایسے لوگ یقینی طور پر ایک مسلمان خاتون کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ٥٩﴾

’اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادر اوڑھ لیا کریں اس کا بہت کم امکان ہے کہ وہ پہنچانی جائیں تو ان کو تکلیف نہیں دی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔‘

سورة الأحزاب (۳۳ / ۵۹)

ہمارے معاشرے میں بعض خواتین پردہ تو کرتی ہیں مگر بسا اوقات ان کا حجاب ہی بے حجابی کا ثبوت دے رہا ہوتا ہے۔ یعنی برقع یا نقاب ایسا ہوتا ہے کہ جو اسلامی قواعد کے مطابق نہیں ہوتا، حجاب کیسا ہو اس کی چند شرائط یہ ہیں:

۱۔ بدن کے مستثنیٰ اعضاء (ہاتھ پاؤں) کے علاوہ تمام بدن ڈھانپنا ہونا چاہیے۔

۲۔ حجاب ایسا نا ہو کہ وہ بذات خود زینت کا باعث ہو۔

- ۳۔ حجاب اتنا دینز ہو کہ اس میں سے کوئی اندرونی چیز نظر نہ آئے۔
- ۴۔ حجاب تنگ نہ ہو کہ نسوانی اعضا کو ظاہر کرے بلکہ کھلا اور ڈھیلا ہونا چاہیے۔
- ۵۔ حجاب پر کسی قسم کا کوئی پرفیوم، عطر نہ لگایا گیا ہو۔
- ۶۔ حجاب مردوں کے لباس سے مشابہت نہ رکھتا ہو۔
- ۷۔ حجاب غیر مسلم خواتین کے لباس سے بھی مشابہت نہ رکھتا ہو۔
- ۸۔ حجاب خالصتاً پردہ پوشی اور حیا کے لیے استعمال کیا جائے کسی شہرت یا پھر اپنی پہچان کو دوسروں سے پہچانے کے لیے نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( صِنْفَانِ مِنَ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَّاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنْ رِيحَهَا لِيُوْجَدُ مِنْ مَسِيرَةٍ كَذَا وَكَذَا ))

”جہنمیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے دیکھا نہیں ہے۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے (ظالم حکمران) دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہن کر بھی تنگی ہوں گی مٹک مٹک کر، مونڈھوں اور کہلوں کو ہلا ہلا کر چلیں گی۔ ان کے سر اونٹ کے جھکے ہوئے کوہان کی طرح ہوں گے وہ نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اسکی خوشبو پائیں گی حالانکہ اسکی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے پائی جائے گی“

صحیح مسلم باللباس والزينة، باب النساء الكاسيات۔۔۔ (۲۱۲۸) واحمد (۸۶۷۳)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک (کاسیات عاریات) کی ایک تعبیر یہ بتلائی گئی ہے کہ غیر ساتر لباس پہنے ہوں گی بظاہر وہ لباس پہنے ہوں گی لیکن حقیقتاً تنگی ہوگی مثال کے طور پر وہ

خواتین جو ایسا بار یک لباس استعمال کرتی ہیں جس سے ان کی جلد تھکتی ہے یا ایسا تنگ لباس پہنتی ہیں جو ان کی ساخت اور جوڑ جوڑ یعنی پچھلا حصہ، بازوؤں وغیرہ کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ عورت کا لباس ایسا موٹا اور کشادہ ہونا چاہیے جو اس کیلئے (کامل طور پر) ساتر (ڈھانپنے والا) ہو اسکے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو اور نہ ہی اسکے اعضاء کی ساخت نمایاں ہو (ورنہ جنت اور جنت کی خوشبو سے محروم ہو جائے گی)“ مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ رحمہ اللہ (۲۲/ ۱۴۶)

## اعلان مسرت

مرکزی جمعیت اہلحدیث کا مونگی کے زیر اہتمام اہلحدیث کانفرنس 27 مارچ منڈیالہ تیکہ میں منعقد ہوئی جس کے مقابل منڈیالہ تیکہ ہی میں دفاع حنفیت کانفرنس مقلدین نے رکھی بعد ازاں باسیان منڈیالہ تیکہ نے اہلحدیث علماء کو رفع الیدین فی الصلوٰۃ کے موضوع پر مناظرے کا چیلنج کر دیا۔ علماء حق نے خندہ پیشانی سے اسے قبول کیا۔ اور 24 اپریل کو جامع مسجد البی ہریرہ موڑ ایمین آباد میں مناظرہ ہوا اہلحدیث کی طرف سے مناظر مولانا عمر صدیق صاحب اور دوسری طرف دیوبندی مولانا مطیع اللہ ارشد صاحب تھے۔ وقت مقررہ میں طرفین نے اپنے اپنے دلائل دیئے۔ مناظرہ تقریباً چھ گھنٹے جاری رہا۔ مناظرہ کی سی ڈی تیار ہوئی اور پھر عوام الناس میں تقسیم کی گئی الحمد للہ مسلک حق اہلحدیث کی طرف سے دیئے جانے والے مسکت دلائل کو دیکھ کر اس علاقہ کے بہت سے مردوں اور عورتوں نے مسلک اہلحدیث قبول کیا۔ اسکا برملا اظہار دعوت کتاب وسنت قبول کرنے والوں نے مساجد اور خطبات جمعہ میں بھی کیا۔ انکے نام کی تفصیل یہ ہے۔

- ۱۔ محمد رمضان ساقی ۲۔ ڈاکٹر محمد رمضان ۳۔ محمد آصف کمبہ ۴۔ عقیل طاہر ۵۔ محمد ثاقب بٹ
- ۶۔ انعام اللہ ۷۔ محمد عرفان کمبہ ۸۔ محمد عثمان کمبہ ۹۔ محمد رضوان اللہ ایمان
- ۱۰۔ محمد آصف مغل ۱۱۔ حافظ محمد وقار ولد اصغر مہر کوٹلی متولیاں بمع چار خواتین ۱۲۔ حافظ عمر فاروق
- ولد محمد خالد ۱۳۔ باباجی خلیل کمبہ منڈیالہ تیکہ ۱۴۔ محمد شفیق کمبہ ۱۵۔ محمد عثمان اسماعیل کمبہ
- ۱۶۔ باباجی شیر علی

مراسلہ: قاری محمد آصف صاحب، قاری ابوبکر ساجد صاحب منڈیالہ تیکہ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اھلاو سھلا مرحبا

22 جون بروز منگل 2010ء کا سورج معمول سے زیادہ حدت اور گرمی لیے طلوع ہوا جوں جوں سورج بلند ہو رہا تھا گرمی کی شدت اور تپش میں بتدریج اضافہ ہو رہا تھا گھڑیاں دس بجنے کا پیغام دے رہی تھیں اسی اثناء میں یہ خبر سننے کو ملی کہ آج مصنف کتب کثیرہ محترم جناب پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ اور نوجوان مولف محترم جناب مولانا راشد کمال صاحب حفظہ اللہ تشریف لارہے ہیں یہ خبر یقیناً اہل جامعہ کے لیے پرمسرت تھی کہ ایک عظیم شخصیتیں تشریف لارہی ہیں پھر کیا ہوا انتظار کا سماں بندھ گیا ہر ایک اس لمحے کے لیے بے چین نظر آنے لگا کہ کب وہ عظیم علمی شخصیت ہماری منتظر نگاہوں کے سامنے ہوگی۔ ہاں! پھر وہ پرسعادت گھڑی آہی پہنچی جب ہماری مہمان شخصیت ہمارے سامنے موجود تھی جامعہ کا وزٹ کیا گیا اور پھر تمام اساتذہ کے ساتھ مختصری تعارفی مجلس اور مہمان نوازی کا مرحلہ طے ہوا۔ اتنے میں ظہر کی نماز کے لیے مسجد مکرم کے مناہروں سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتے ہی مجلس کو برخاست کر دیا گیا، تمام احباب فریضہ الہی کی ادائیگی کے لیے مسجد کے وسیع حال میں جمع ہو گئے ہمارے مدوح کی اقتداء میں نماز ظہر ادا کی گئی نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد جامعہ اسلامیہ سلفیہ مکرم مسجد کی لائبریری کے ہال میں تمام طلباء کو جمع کیا گیا تاکہ پروفیسر صاحب پند و نصائح فرمائیں پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا تلاوت جامعہ کے ہونہار طالب علم قاری ایوب عزام نے کی اس کے بعد جناب پروفیسر صاحب مائیک پر تشریف لائے اور کلمات تشکر کے بعد طلب علم کے لیے نکلنے والوں کے لیے اس دور کی سہولتوں اور زمانہ ماضی کی مشقتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ ہم نے اپنے زمانہ طالب علمی میں بچا نہیں دیکھی اور نہ یہ پنکھوں کی ہوا اور نہ ٹیوبز کی یہ سفید روشنی دیکھی حتیٰ کہ ہمیں کپڑے دھونے کے لیے لمبے لمبے سفر کرنے پڑتے ہم ظہر کی نماز کے بعد نکلتے اور عشاء کی نماز تک بمشکل فارغ ہو کر واپس پلٹتے۔ فرمانے لگے کہ اب تو سہولتیں بہت زیادہ ہو گئیں ہیں اور ان سہولتوں کی وجہ سے طلباء میں تن آسانی بھی آگئی ہے جب کہ علم بغیر محنت اور مشقت حاصل نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ امام عبد اللہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ



فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ یحییٰ سے سنا وہ فرماتے ہیں۔

((لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجَسَدِ)) ”بدن کی راحت سے علم کا حصول نہیں ہو سکتا“

[صحیح مسلم، المساجد، باب اوقات الصلوات الخمس]

اس کے بعد فرمانے لگے کہ ہمارے استاذ محدث جلال پوری مولانا سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک طالب کو مطالعہ کا بہت شوق تھا لیکن رات کو روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا محلہ میں سرکاری لائٹیں لگی ہوتی تھیں اس نے سوچا کہ ان کی روشنی سے مستفید ہوا جائے چنانچہ فن نحوی کتاب ”الکافیہ“ لے کر لائٹیں کی روشنی میں بیٹھ کر پڑنے لگا ابھی کچھ ہی وقت گزر رہا تھا کہ نواب کے ہرکارے آن پہنچے اور کہنے لگے کہ نواب صاحب گشت پر ہیں لہذا رستے سے ہٹ جاؤ اس طالب علم کو دھکے دے کر انہوں نے ایک طرف کر دیا جو نہی نواب قریب سے گزرا تو اس طالب علم نے بلند آواز سے کہا ”نواب بنے پھرتے ہو اگر کافیہ کی ایک لائن پوچھوں تو نانی یاد آ جائے گی“

پروفیسر صاحب فرمانے لگے کہ مشتاقان علم کے نزدیک پڑھنا اور سمجھنا نواب بننے سے کہیں بہتر تھا اور جن کا ماضی میں علم کی دنیا میں ایک نام ہے انہوں نے ایک ایک بات کو سمجھنے کے لیے بڑے بڑے سفر کئے اور مشکلات سفر برداشت کیں تب جا کر وہ آسمان علم پر ایک ستارے کی حیثیت سے چمکے۔ آخر میں فرمانے لگے کہ علم کی خاطر آنے والی پریشانیوں کو خندہ پیشانی سے قبول کیا جائے اور پھر رقت آمیز لہجے میں دعائیں کرتے ہوئے فرمانے لگے مجھے بھی اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ اس طرح یہ بابرکت مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

### باتوں سے خوشبو آئے محمد بلال (درجہ اولیٰ)

✽ جب ہم اللہ سے مانگتے ہیں تو بے حساب مانگتے ہیں اور جب عبادت کا وقت آتا ہے تو نفل بھی گن کر ادا کرتے ہیں۔ ✽ اتنا نرم نہ بنو کہ تمہیں نچوڑ لیا جائے اور اتنا سخت نہ بنو کہ تمہیں توڑ دیا جائے۔ ✽ جو شخص ہمیشہ لیتا ہی رہتا ہے کسی کو دیتا کچھ نہیں وہ ایسے گندے جو ہڑکی مانند ہے جس میں آئی ہر شے سرڑ جاتی ہے۔ ✽ اعتبار عملوں میں ہوتا ہے لفظوں میں نہیں۔

## چرار میسج سروس (مفتی صلاح الدین)

دوسروں تک اطلاعات پہنچانا اور اہم معاملات کی خبر دینا یہ انسان کی ابتدا ہی سے ضرورت رہی ہے جس میں رعایا کے پیغامات رعایا تک اور حکمرانوں کے پیغامات و احکامات اسکے ماتحت گورنروں اور پھر عوام تک اسی طرح بادشاہوں کے پیغامات عسکری کمانڈروں تک یہ ایک ضرورت رہی ہے اور اس کیلئے حکومتیں اور صاحب اقتدار لوگ مناسب بندوبست، پیادہ قافلوں، گھوڑوں اور اونٹوں کی صورت کر لیا کرتے تھے۔ رہا یہ دور تو اس میں پیغام رسانی میڈیا کی بدولت انتہائی سہل اور آسان ہو گئی ہے۔ آن واحد میں ایک خبر ملک تو کیا پوری دنیا میں پہنچائی جاسکتی ہے۔

پیغام کی ایک صورت حکمران طبقے کا پیغام عوام الناس تک اور دوسری عوام الناس کا پیغام و میسج عوام تک۔ ہم ثانی الذکر صورت کا تذکرہ کرنے چلے ہیں یہ دور موبائل کا ہے پلک جھپکتے پوری دنیا میں رابطہ ممکن ہے۔ خوشی غمی اور دوسرے اہم پیغامات بغیر مشقت بہت جلد دوسروں تک پہنچانا بہت آسان ہو چکا ہے۔ جب سے مختلف کمپنیوں نے SMS پیکیج کی سہولت عوام کو دی ہے تب سے اسکا استعمال کثرت سے ہونے لگا ہے۔

لیکن باعث افسوس امر یہ ہے کہ ان مراعات و سہولیات کو زیادہ استعمال کرنے والا نوجوان طبقہ ہے۔ جو معلوم نہ معلوم نمبر پر مسلسل میسج کیے چلے جاتے ہیں اور پھر اس میں ذرہ برابر بھی امتیاز نہیں کہ میسج اخلاقی ہے یا غیر اخلاقی۔ زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو اپنی حیوانی خواہش کی تکمیل کیلئے عشقیہ اور فحش میسج کرتے ہیں جو کہ شرعاً حرام ہیں۔ پھر کچھ مزاحیہ میسج ترتیب دینے اور آگے بھیجنے میں اپنے وقت کا بہت سا حصہ ضائع کر دیتے ہیں۔ ایسے میسج کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے شریعت مطہرہ اسکی بھی اجازت نہیں دیتی۔

بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس میسج کی سہولت کا درست استعمال کرتے ہیں کہ احادیث قرآن کی آیات بزرگوں کے اقوال اور نصیحت بھری باتیں دوسروں تک پہنچانے کی قابل قدر کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح ان آخر الذکر افراد کا وقت اور مال صحیح راستے پر خرچ ہوتا ہے۔ اگر قارئین بھی یہ



سہولت استعمال کرتے ہیں تو آخر الذکر لوگوں میں شریک ہو کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹیں اور اول الذکر لوگوں کی حوصلہ شکنی کریں اور ان کو حتی المقدور روکنے کی کوشش کریں۔ ہم نے بھی قرآن و سنت کی ترویج کے لیے ”جرار میچ سروس“ کا آغاز کیا ہے۔ اسلامی میچ کی اس سروس میں آپ بھی شامل ہو سکتے ہیں، سروس میں شامل ہونے کے لیے صبح 7 سے 8 بجے تک ایک گھنٹہ کے دوران اس نمبر (0331-8436065) پر کال کر کے رکنیت حاصل کریں اور روزانہ اسلامی تعلیمات آپ تک پہنچتی رہیں گئیں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

### انعامی کوئز

سابقہ سوالات کے درست جوابات

۱۔ والد: عبد اللہ، والدہ: آمنہ، دادا: عبد المطلب (شیبہ)، دادی: عاتکہ (فاطمہ)، نانا: وہب، نانی: برہ

۲۔ علیؑ ۳۔ زبیر بن عوام زوجہ اسماءؑ ۴۔ ابن عباس ۵۔ سابقہ شمارہ صفحہ نمبر ۲۸

درست جوابات ارسال کرنے والے خوش قسمت

- 1 ثار احمد 2 اعزاز الحق 3 محمد ثمامہ 4 ضیاء الحق 5 رضوان معین
- 6 احسان الہی 7 سدا اللہ 8 ثناء اللہ 9 ثاقب 10 انعام الرحمن
- 11 عمران حاصل پوری 12 ضیاء الدین 13 عبد القدیر 14 مدثر اشفاق
- 15 ابو بکر اسماعیل 16 عمران اعجاز 17 سعید الرحمان 18 سفیان
- 19 بلال شبیر 20 عابد یعقوب 21 ایوب عزام 22 محمد علی
- 23 زبیر عارف 24 شاہان لطیف

سوالات :

- ۱۔ پہلے مسلمان شہید کون تھے؟ ۲۔ امیر معاویہ نے کس خلیفہ کے دور میں بحری بیڑا تیار کروایا تھا؟
- ۳۔ صحیفہ صحیحہ کس کی تالیف ہے؟ ۴۔ امام بخاریؒ کے تین لقب لکھیں؟
- ۵۔ امام بخاریؒ کی ولادت باسعادت اور وفات کا دن اور تاریخ لکھیں؟

(یگی طاہر، مسئول مکتب)

۱۔ ۱۴۳۱ھ کے تعلیمی سال کا اختتام

تعلیمی سال کے اختتام کے موقع پر ایک شاندار، پروقار تقریب کا انعقاد کیا جاتا ہے حسب سابق امسال بھی تقریب بخاری کا اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر مسرت موقع پر ہونہار طلباء کو انعامات سے بھی نوازا جاتا ہے اور اسناد بھی تقسیم کی جاتی ہیں۔ صحیح بخاری کی آخری حدیث پر بقیۃ السلف، فضیلۃ الشیخ شیخ الحدیث حافظ ابو محمد عبدالستار الحمد (مدیر مرکز الدراسات الاسلامیہ میاں چنوں) رحمۃ اللہ علیہ درس ارشاد فرمائیں گے اور خطبہ جمعۃ المبارک حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمائیں گے۔

۲۔ جامعہ اسلامیہ اسلامیہ سلفیہ (مکرم مسجد) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل شعبوں میں تعلیم کا سلسلہ جاری ہے جن میں داخلہ کا آغاز رمضان المبارک کے بعد شوال کے مہینے سے ہوتا ہے۔

۱۔ شعبہ درس نظامی (علوم اسلامیہ)

۲۔ شعبہ تجوید قرأت

۳۔ شعبہ تحفیف القرآن

۴۔ شعبہ ناظرۃ القرآن (مقامی طلباء کے لیے)

۳۔ سال 2010ء کو سند فراغت پانے والے علماء عظام

محمد حسنین شاکر، شفیق انور تو حیدری، قاری محمد دلاور سلفی، آصف عرفان، غضنفر اقبال، نعیم الرحمن مکی، اسامہ علی، ضیاء اللہ سلفی، حافظ محمد وسیم شفیق، عرفان اعظم

۴۔ شعبہ حفظ سے سند فراغت پانے والے

حافظ محمد زبیر احمد، حافظ صائم وسیم طاہر، حافظ محمد صہیب رومی، حافظ وقاص احمد، حافظ ساجد، حافظ ہارون عبداللہ، حافظ ابو بکر ارشد، حافظ سعد ذکی، حافظ حمزہ آصف، حافظ محمد سلمان، حافظ مجیب الرحمن، حافظ عبداللہ، حافظ طلحہ محمدی، حافظ محمد اولیس، محمد وقاص، حافظ محمد عنصر محمود، حافظ محمد عامر، عبدالرحمن، محمد

عثمان، انس شعیب، ماجد فاروق، محمد عبداللہ ہادی، محمد ابوبکر وسیم، ارسلان مجاہد،

۵۔ شعبہ تجوید

محمد عرفان، محمد ارشد ہاشمی، خورشید احمد، احسان الہی، محمد بلال، محمد بلال ارشد، محمد یاسر، عاصم علی، عثمان الہی ظہیر، محمد زمان، محمد نفیس

## جامعہ کا اعزاز

۱۔ جمعیت طلبہ عربیہ کی طرف سے ’’اتحاد امت‘‘ کے عنوان پر 23 جون کو تقریری مقابلہ ونیس میرج ہال نزد جامعہ عربیہ میں ہوا جس میں جامعہ ہذا کے دو طالب علم بھی شریک ہوئے الحمد للہ تیسری پوزیشن ہمارے جامعہ کے طالب علم اعجاز الحق صدیقی نے حاصل کی۔ اللہ کرے زور خطابت اور زیادہ

۲۔ جامعہ اسلامیہ سلفیہ ماڈل ٹاؤن کے لیے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ سابقہ سال سند فراغت پانے والے طلباء نے اپنے اپنے مقالے پیش کیے تھے جن کو کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا تھا، جو ہر اسلامی بک سٹال سے دستیاب ہیں، ان کے نام درج ذیل ہیں

- |                            |      |                    |
|----------------------------|------|--------------------|
| ۱۔ روئے زمین پر جنت کا باغ | کاوش | ساجد محمدی         |
| ۲۔ جنت کی خوشبو            | کاوش | ابوالنس محمد اولیس |
| ۳۔ خوشی میں مومن کا کردار  | کاوش | آصف الرحمن         |
| ۴۔ میں ضامن ہوں            | کاوش | حمزہ بن ارشد       |
| ۵۔ جنتی آنکھ               | کاوش | ضیاء الرحمن        |
| ۶۔ سفارش کون کرے گا.....؟  | کاوش | سفیان ارشد         |

الحمد للہ امسال (2010ء کو) بخاری سے سند فراغت پانے والے طلباء میں سے بعض نے اپنے اپنے مقالے پیش کیے ہیں جن کو کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔

۱۔ امثال القرآن کاوش قاری محمد لاہوری

[امثال الحدیث بھی اشاعت کے آخری مراحل سے گزر رہی ہے]

۲۔ ثلاثیات بخاری کاوش محمد حسنین شاکر زبیری

۳۔ وہ قرآن سن کے روئے کاوش حافظ نعیم الرحمن کی

۴۔ رشتے کیسے ملائیں؟ کاوش غضنفر اقبال چغتائی

۵۔ انبیاء کے خواب کاوش ضیاء اللہ سلفی

نوٹ: ان تمام مقالہ جات کی نگرانی و تہذیب الشیخ محمد عظیم حاصل پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔  
(اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے۔ آمین) نیز تمام کتب مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور، مکتبہ نعمانیہ گوجرانوالہ اور ”مکتبہ المکرم“ مین گیٹ مسجد مکرم کے اسٹال سے بھی با آسانی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

### اقوال ذہین اسامہ عاجز (درجہ سابعہ)

❁ فلاح و نجات کیلئے حسب و نسب کی کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ اور خلوص نیت کی ضرورت ہے۔ (نوح علیہ السلام)

❁ حکمت ایک مبارک درخت ہے جو دل سے اگتا ہے اور زبان سے پھیلتا ہے۔ (داؤد علیہ السلام)

❁ ملائم جواب غصہ کو کھودیتا ہے مگر کرخت باتیں غضب انگیز ہوتی ہیں۔ (سلمان علیہ السلام)

❁ ہر شخص سچا دوست تلاش کرتا ہے لیکن خود سچا بننے کی کوشش نہیں کرتا۔ (سلمان علیہ السلام)

❁ قرآن کی تعلیمات کو سمجھو کیونکہ وہ علم کا سرچشمہ ہے اور دلوں کی بہار ہے۔ (عمر فاروق رضی اللہ عنہ)

❁ مومن وہ جو زادہ آخرت مہیا کرے، کافر وہ جو دنیا کے مزے اڑانے میں مشغول ہو۔ (حسن رضی اللہ عنہ)

❁ زندگی ایک ہیرا ہے جسے تراشنا انسان کا کام ہے۔ (جارج برناڈشا)

## معلومات قرآن پاک قاری لقمان (کلاس: قاری عبدالسلام زاہد)

قرآن پاک میں سپارے 30، ہجڑے 15، سورتیں 114، منزلیں 7، رکوع 540  
 مکی سورتیں 86، مدنی سورتیں 28، آیات 6248، حروف 323760  
 زبر 53243، زیر 39582، پیش 8804، مد 1771، شد 1143، نقطے 105681

## آپس میں ناراض مت رہو قاری یاسر عرفات (شعبہ: تجوید و قرآءت)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مومن تو بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو (لڑے ہوئے) بھائیوں میں صلح کرادو“

الحجرات (۱/۴۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تم ایک دوسرے سے تعلقات منقطع نہ کرو، نہ ایک دوسرے سے منہ موڑو، (پیٹھ دکھاؤ) نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو، نہ آپس میں حسد کرو، اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، اور کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال بند رکھے“

صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم والتجسس (۲۵۶۴۷)

## سبق آموز باتیں حافظ محمد شاہ زیب (طالب علم: جامع مسجد آمنہ واپڑاٹاون)

- ❁ علم مومن کی میراث ہے یہ گم شدہ دولت جہاں ملے لے لو۔ (حدیث نبوی ﷺ)
  - ❁ تم اپنے دوست کو مت آزماؤ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی مجبوری کی وجہ سے تمہاری آزمائش پر پورا نہ اترے اور تم اس طرح بہترین دوست کو گنوا بیٹھو۔ (حدیث نبوی ﷺ)
  - ❁ علم کی اشاعت کیلئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ (قائد اعظم)
  - ❁ انسان کی بہترین خصلت علم ہے۔ (بوعلی سینا)
  - ❁ معافی دینے کا حق بھی اسکو ہے جو سب سے زیادہ سزا دینے پر قادر ہو۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
- اسلامی معلومات محمد نعمان شبیر (کلاس: قاری مجیب الرحمن صاحب)
- ❁ قرآن پاک کا سب سے پہلا اردو ترجمہ شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے ۱۹۰۵ء میں کیا۔

✽ قرآن پاک کا سب سے پہلے انگریزی زبان میں ترجمہ الیگزینڈر زوس نے ۱۹۴۹ء میں کیا جو کہ ۱۹۶۹ء میں لندن سے شائع ہوا۔

✽ قرآن پاک کو حضرت ابوبکر کے دور میں ۵۷ صحابہ نے مل کر کتاب کی شکل دی۔

✽ بیت العتیق خانہ کعبہ کو کہتے ہیں۔

✽ رسول اللہ ﷺ کے آخری الفاظ ”اللہم بالرفیق الا علی“ کے تھے۔ ماخوذ: اسلامی انسائیکلو پیڈیا

### فتنے اور فساد کے زمانے میں عبادت کرنے کی فضیلت

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”فتنہ و فساد کے دور میں (اللہ تعالیٰ کی) عبادت کرنا، میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے“

صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فضل العبادۃ فی الہرج (۲۹۴۸)

**فوائد:** جب فتنے عام ہو جاتے اور بگاڑ پھیل جاتا ہے تو اللہ کی عبادت مشکل ہو جاتی ہے۔ ہر طرف برائی پھیل جاتی ہے اور انسان برائی کا راستہ اختیار کرنے کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں اللہ کی عبادت کرنا ہجرت مدینہ کی مثل قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت ہجرت واجب تھی اور اپنا گھر بار چھوڑنا نہایت مشکل کام تھا اور اس کا ثواب بہت زیادہ تھا۔ یہی ثواب فتنے کے زمانے میں اللہ کی عبادت و اطاعت کرنے والے کو ملے گا۔ قاری محمد عاصم علی مہر (شعبۃ: تجوید و قرأت)

### نماز چاشت کی فضیلت اور اس کی وصیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل یعنی رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین باتیں زندگی بھر نہ چھوڑنے کی وصیت فرمائی، ہر ماہ کے تین روزے، نماز چاشت اور تراویح کے سونا۔“

صحیح البخاری، کتاب التہجد

نماز چاشت انسان کے تمام جوڑوں کیلئے صدقہ ہے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”صبح کے وقت ہر آدمی کیلئے اسکے ہر جوڑے پر صدقہ ہوتا ہے۔ پس ہر دفعہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر دفعہ الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کی جگہ چاشت کی دو

رکعتیں کفایت کر جاتی ہے۔“ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، چاشت کے وقت چار رکعت نماز ادا کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ نعیم بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم تو اپنے دن کے شروع حصہ میں میرے لیے چار رکعت نماز ادا کر، میں اس کے آخر تک تجھے کفایت کروں گا“ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب صلاة الضحیٰ

### امیر المؤمنین مسکرا دیئے حافظ عمر فاروق نذیر (کلاس: قاری عتیق الرحمن)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سواری پر سوار ہوئے تو دعائے مسنون پڑھنے کے بعد مسکرا کر لگے کسی نے پوچھا امیر المؤمنین! مسکرا کر کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر سوار ہو کر اسی طرح دعا پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے تھے لہذا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مسکرایا ہوں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت دریافت کیا اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرائے ہیں تو آپ نے فرمایا:

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے پر تعجب کرتے ہیں کہ جب وہ کہتا ہے اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے اور وہ جانتا ہے کہ اس کے گناہ میرے (اللہ کے) علاوہ کوئی بخش نہیں سکتا۔“

ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب ما یقول الرجل اذا ركب (۲۶۰۲)

قاری ابو ذر، مخدوم دانیال، محمد عرفان محمدی، چاند شہزاد، طلحہ سلیم، ریحان علی، عثمان انور، ثمامہ طاہر، حافظ انس سعید، حافظ عمر دراز، حافظ آبادی، قاری عرفان، حافظ محمد ساجد، حافظ عبداللہ، حافظ وقاص احمد مجاہد، محمد بلال، میاں محمد رضا، قاری محمد بلال ارشد، حافظ حمزہ ادریس، محمد معاذ یوسف، عمیر ماجد فاروق، حافظ انس سعید، حافظ محمد رومی، محمد شفیق الرحمن، حمزہ طارق، محمد سعید اللہ، محمد ذیشان انور، ارسلان مجاہد، قاری طیب اسلم، حافظ محمد سلیمان بٹ، حافظ فیصل انور وریالوی، مدثر شفاق، حمزہ آصف، محمد بلال، زبیر عارف، قاری یاسر عرفات، وسیم شمس الدین گجر، حافظ ابتسام شاہد، محمد نعمان شبیر، حافظ عمر فاروق نذیر، عامر محمد عثمان ادریس، محمد آصف رضا، حافظ وقاص احمد، علی المرتضیٰ، حافظ خرم شہزاد، قاری عبدالرزاق المنشاوی، ارسلان، عثمان، ابوبکر وسیم، حافظ مزمل،

## مبارك باد

محترم المقام حافظ اسعد محمود سلفی! زید مجرم

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

سہ ماہی ”المکرم“ ملا، موصولہ شمارہ پڑھ کر نہایت خوشی ہوئی۔ اس دور میں آپ نے پرچہ جاری کر کے بڑی ہمت کا ثبوت دیا ہے۔ اس پر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور میرے دیرینہ دوست چوہدری محمد بشیر ایڈووکیٹ کو اس میدان صحافت میں کامیاب فرمائے۔ اگر آپ نے قدم جمائے رکھے اور استقلال سے کام کرتے رہے تو ان شاء اللہ اس کے نتائج بہت اچھے نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطابت کے جوہر عطا فرمائے ہیں، دعا ہے کہ وہ صحافت میں بھی آپ کو کامرانی سے نوازے اور تحریر و تقریر دونوں اوصاف میں آپ اپنے جدا مجد حضرت الاستاذ المکرم مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے صحیح ترین جانشین ثابت ہوں۔ آمین

آپ نے مجلس ادارت میں جناب ضیاء اللہ کھوکھر کو بھی شامل کیا ہے۔ ماشاء اللہ کھوکھر صاحب کا مطالعہ بہت وسیع ہے اور اللہ تعالیٰ نے لکھنے پڑھنے کا انکو صاف ستھرا ذوق عطا فرمایا ہے۔ انکا کتب خانہ بھی ہر موضوع کی کتابوں اور رسالوں پر محیط ہے، انکے مضامین بھی ”المکرم“ میں شائع ہونے چاہیے۔

میرے خیال میں ”المکرم“ کے ہر شمارے میں حضرت مولانا سلفی کا کوئی مضمون یا کسی مضمون کا کوئی حصہ بھی چھپنا چاہیے۔ مگر چوہدری محمد بشیر ایڈووکیٹ کی خدمت میں اس گوشہ گو فقیر کا نیاز مندانہ سلام پہنچائیے اور میرے لیے ان سے دعا کی درخواست کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپکو نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آپ ہمارا بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ اللہ آپ کی زندگی دراز فرمائے اور آپ ہمیشہ خدمت دین میں مشغول رہیں۔ آمین۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

اخو کم

محمد اسحاق بھٹی لاہور